لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

القران الحکیم ۱۲:۶۵

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

النور

امان ۱۳۹۱ ہش
مارچ ۲۰۱۲ء

مسیح موعود نمبر

Shah Nashin, the location in the garden owned by Hadhrat Masih Mau'ood[as] where he would sometime sit and partake of some seasonal fruit with his companions and also engage in spiritual and intelectual conversation with them.

(Photo by Zafur Rauf)

Muslims who believe in the Messiah,
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as]
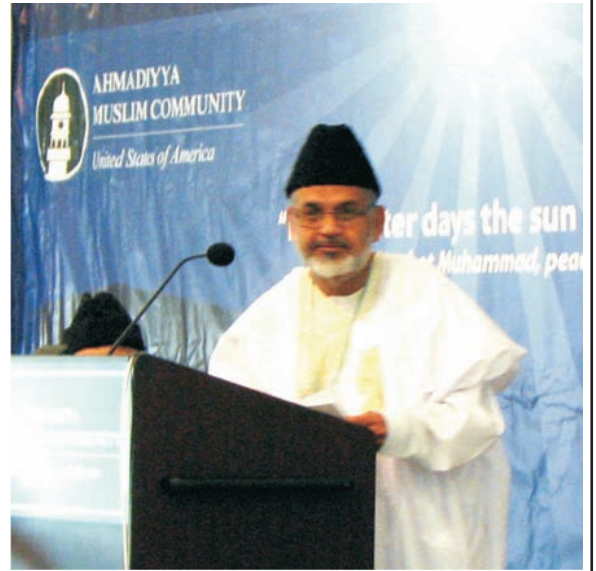
Scenes from 2011 West Coast USA Jalsa Salana

Interfaith event organized by Majalis Ansarullah of Greater Houston Area

مارچ 2012

جماعت احمدیه امریکه کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّه

فہرس

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

(المائدة : 36)

اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈو۔

{700 احکامِ خُداوندی صفحہ 64}

نگران: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر
امیر جماعت احمدیہ، یو۔ایس۔اے

مدیرِ اعلیٰ: ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر: ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون: حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ: karimzirvi@yahoo.com

OR

Editor Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

قرآن کریم

وَ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰـهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًاۙ
وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًاۙ

(الجن:10,9)

اور یقیناً ہم نے آسمان کوٹٹولا تو اُسے کڑے محافظوں اور آگ کے شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور یقیناً ہم سننے کی خاطر اس کی رصد گاہوں پر بیٹھے رہتے تھے۔ پس جو اَب سننے کی کوشش کرتا ہے وہ ایک آگ کے شعلے کو اپنی گھات میں پاتا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت امام الزمان مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام:

''مجھ کو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب مَیں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ 238 میں مندرج ہے یَـا اَحْـمَـدُ بَـارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ مَـا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰـکِـنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّااُنْذِرَ اٰبَآءُ ھُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنی اے احمد خدا نے تجھے برکت دی اور جو تُو نے چلایا یہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ اُس نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تُو اُن کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا مجرموں کی راہ کُھل جائے یعنی سعید لوگ الگ ہو جائیں اور شرارت پیشہ اور سرکش آدمی الگ ہو جائیں اور لوگوں کو کہہ دے کہ مَیں مامور ہو کر آیا ہوں اور مَیں اوّل المومنین ہوں۔ ان الہامات کے بعد کئی طور کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ کہ 28 نومبر 1885ء کی رات کو جو 28 نومبر 1885ء کے دن سے پہلے آئی ہے اس قدر شہب کا تماشا آسمان پر تھا جو مَیں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی اور آسمان کی فضاء میں اس قدر ہزار ہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دُنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا مَیں اس کو بیان کر سکوں۔ مُجھ کو یاد ہے کہ اُس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ وَمَـا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ سو اُس رمی کو رمی شہب سے بہت مناسبت تھی۔ یہ شہب ثاقبہ کا تماشہ جو 28 نومبر 1885ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا۔ لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشا کے دیکھنے والا اور پھر اُس سے حظّ اور لذّت اُٹھانے والا مَیں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشا کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا جس کو مَیں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرُور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل پر الہامًا ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔ اور پھر اس کے بعد یورپ کے لوگوں کو وہ ستارہ دکھائی دیا جو حضرت مسیحؑ کے ظہور کے وقت میں نکلا تھا میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ ستارہ بھی تیری صداقت کے لئے ایک دوسرا نشان ہے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد چہارم صفحہ 464)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۔۔۔۔ احادیثِ مبارکہ ۔۔۔۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرِ وَیَضَعُ الْحَرْبَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَایَقْبَلَہٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا' ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ: وَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا۔(النساء:159)

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے صحیح فیصلہ کرنے والے، عدل سے کام لینے والے ہوں گے وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ لڑائی کو ختم کریں گے یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اسی طرح وہ مال بھی لٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ ایسے وقت میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا یعنی مادیت کے فروغ کا زمانہ ہوگا۔ یہ روایت بیان کرتے ہوئے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا۔ پڑھ کر اس سے سمجھ سکتے ہو کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں مگر وہ اپنی موت سے پہلے اس مسیح پر ایمان لائے گا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

☆......☆......☆......☆

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَوَیَمْحُوا الصَّلِیْبَ وَتُجْمَعُ لَہُ الصَّلٰوۃُ وَیُعْطِی الْمَالَ حَتّٰی لَایُقْبَلَ وَیَضَعُ الْخَرَاجَ وَیَنْزِلُ الرَّوْحَا فَیَحُجُّ مِنْھَا اَوْ یَعْتَمِرُ اَوْ یَجْمَعُھُمَا۔

(مسند احمد صفحہ 290/2مصری)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عیسیٰؑ اتریں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے یعنی عیسائیت کا ابطال کریں گے ان کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی، وہ مال دیں گے لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا، خراج ختم کر دیں گے۔ الروحاء نامی مقام پر اتریں گے اور وہاں سے حج اور عمرہ کا احرام باندھیں گے۔ (یعنی آپ کا مقصد بعثت اور قبلہ توجہ کعبہ کی عظمت اور اس کی حفاظت ہوگا)۔

☆......☆......☆......☆

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَایَزْدَادُ الْاَمْرُ اِلَّا شِدَّۃً وَلَا الدُّنْیَا اِلَّا اِدْبَارًا وَلَاالنَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ۔

(ابن ماجہ باب الزھد فی الدنیا)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: معاملات شدّت اختیار کرتے جائیں گے۔ دُنیا پر ادبار چھا جائے گا لوگ بخیل ہو جائیں گے شریر لوگ قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ ایسے ہی نازک حالات میں اللہ تعالیٰ کا مامور ظاہر ہوگا۔ عیسیٰؑ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں (یعنی مسیحؑ ہی مہدی ہوں گے کیونکہ مہدی کا کوئی الگ وجود نہیں ہے)۔

☆......☆......☆......☆

منظوم کلام امام الزمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تھے رجوعِ خلق کے اسباب مال و علم و حکم　　خاندانِ فقر بھی تھا باعثِ عزّ و وقار

لیک ان چاروں سے میں محروم تھا اور بے نصیب　　ایک انساں تھا کہ خارج از حساب و از شمار

پھر رکھایا نام کافر ہوگیا مطعونِ خلق　　کفر کے فتووں نے مجھ کو کر دیا بے اعتبار

اس پہ بھی میرے خُدا نے یاد کر کے اپنا قول　　مرجعِ عالم بنایا مجھ کو اور دِیں کا مدار

سارے منصوبے جو تھے میری تباہی کے لئے　　کردیئے اُس نے تبہ جیسے کہ ہو گردوغبار

سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے　　کوئی بتلائے نظیر اس کی اگر کرنا ہے وار

مکرِ انساں کو مٹا دیتا ہے انسانِ دگر　　پر خُدا کا کام کب بگڑے کسی سے زینہار

مفتری ہوتا ہے آخر اس جہاں میں رُوسیہ　　جلد تر ہوتا ہے برہم افتراء کا کاروبار

افترا کی ایسی دُم لمبی نہیں ہوتی کبھی　　جو ہو مثلِ مُدّتِ فخر الرّسلؐ فخر الخیارؐ

حسرتوں سے میرا دل پُر ہے کہ کیوں منکر ہو تم　　یہ گھٹا اب جُھوم جُھوم آتی ہے دل پر باربار

یہ عجب آنکھیں ہیں سورج بھی نظر آتا نہیں　　کچھ نہیں چھوڑا حسد نے عقل اور سوچ اور بچار

قوم کی بدقسمتی اس سرکشی سے کُھل گئی　　پر وہی ہوتا ہے جو تقدیر سے پایا قرار

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنے والے مسیح کیلئے ہمارے سیّد و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہوتا ہے گو اس کیلئے نبوت تامّہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیا کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر یک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کیلئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 3 توضیح مرام ۔ صفحہ 59-60)

’’میں وہ حدیث جو ابوداؤد نے اپنی صحیح میں لکھی ہے ناظرین کے سامنے پیش کر کے اس کے مصداق کی طرف انکو توجہ دلاتا ہوں۔ سو واضح ہو کہ یہ پیشگوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حرّاث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر یک مومن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا۔ دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 3 ازالہء اوہام حصہ اوّل صفحہ 141)

خطبہ جمعہ

ہمیں ان دنوں میں بہت زیادہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور ہر قسم کی احتیاطی تدابیر بھی کرنی چاہئیں

اللہ تعالیٰ نے مسلم اُمّہ پر رحم کھاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اپنے وعدے کے عین مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر اس لئے بھیجا ھے کہ فرقوں کا خاتمہ ہو۔ جو مسلمان جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا رہے ھیں وہ اسلام کے مختلف فرقوں میں سے آ کر فرقہ بندی کو ختم کرتے ہوئے حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے لئے ھی جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ھیں۔

مسلمان ملکوں کی عمومی حالت اور فسادات سے بچنے کے لئے بھی بہت زیادہ دعا کریں۔ دنیا کی عمومی معاشی حالت بھی بے چینیاں پیدا کر رہی ہے۔ ایک تیسری بڑی گھمبیر صورتحال جو پیدا ہو رہی ہے اور ہونے والی ہے وہ بظاہر جو لگ رہا ہے کہ دنیا عالمی جنگ کی طرف بھی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02 دسمبر 2011ء بمطابق 02 فتح 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

مسلمانوں میں سے ایک طبقہ تو ایسا ہے جو نام نہاد علماء جن کا کام فساد پیدا کرنا ہے اُن کے پیچھے چل کر بغیر سوچے سمجھے احمدیت کی مخالفت کرنے والا ہے۔ بعض ایسے ہیں اور بڑی کثرت سے ایسے ہیں جو مذہب سے لاتعلق ہیں۔ صرف عید کی نماز پڑھنے والے ہیں یا زیادہ سے زیادہ کبھی کبھار جمعہ پڑھ لیا۔ کچھ ایسے ہیں جو باوجود مذہب میں کسی بھی قسم کی سختی کو ناپسند کرنے کے اور تکفیر کے فتووں سے جو ان علماء کی طرف سے لگائے جاتے ہیں بیزاری کا اظہار کرنے کے خوف کی وجہ سے چپ رہتے ہیں۔ لیکن ایک ایسی تعداد بھی ہے جو گو اسلام کا اور مذہب کا زیادہ علم تو نہیں رکھتے، دین کا زیادہ علم تو نہیں رکھتے لیکن خواہش رکھتے ہیں کہ غیر کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر جو انگلی اٹھتی ہے، اعتراضات ہوتے ہیں اُن کا تدارک کیا جائے۔ اُن کو کسی طرح سے روکا جائے۔ اُن کو جواب دیا جائے۔ اُن کے منہ بند کروائے جائیں۔ اُن کی خواہش ہے کہ اسلام کے تمام فرقے ایک ہو کر دشمنانِ اسلام اور دجالیت کا مقابلہ کریں۔ اس گروہ میں پاکستان، ہندوستان کے رہنے والے مسلمان بھی ہیں، عرب ممالک کے رہنے والے مسلمان بھی ہیں اور دوسرے مسلمان ممالک کے رہنے والے مسلمان بھی ہیں۔ ان لوگوں کی طرف سے جو اسلام کو صرف اسلام کے نام سے جاننا چاہتے ہیں نہ کہ کسی فرقے کے نام سے، جماعت احمدیہ پر بھی یہ اعتراض ہوتا ہے اور مختلف موقعوں پر سوال اُٹھاتے ہیں کہ کیا پہلے اسلام میں فرقے کم ہیں جو آپ نے بھی ایک فرقہ بنا لیا۔ ہمیں کہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ اسلام کے ہمدرد ہیں تو مسلمانوں کو فرقہ بندیوں سے آزاد کرانے کی کوشش کریں۔

سب سے پہلے تو مَیں ایسے سوال کرنے والوں کا اس لحاظ سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ کم از کم وہ ہمیں مسلمانوں کا ایک فرقہ تو سمجھتے ہیں، مسلمان تو سمجھتے ہیں۔ بلا سوچے سمجھے تکفیر کا فتویٰ نہیں لگا دیتے۔ ایسے لوگوں سے مَیں یہ عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلم اُمّہ پر رحم کھاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور

اپنے وعدے کے عین مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر اس لئے بھیجا ہے کہ فرقوں کا خاتمہ ہو۔ جو مسلمان جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا رہے ہیں وہ اسلام کے مختلف فرقوں میں سے آ کر فرقہ بندی کو ختم کرتے ہوئے حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر فضل کرتے ہوئے اُن کی بصیرت کی آنکھ کو کھولا ہے تو انہوں نے فرقہ بندی کو خیرباد کہہ کر حقیقی اسلام کو قبول کیا ہے۔ اُس حَکَم اور عَدَل کی بیعت میں آ گئے ہیں جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی تا کہ جو غلط روایات، تعلیمات اور بدعات مختلف فرقوں میں راہ پا گئی ہیں اُن کو حقیقی قرآنی تعلیم کی روشنی کے مطابق دیکھا جائے اور حقیقی قرآنی تعلیم کے مطابق اُن کو اختیار کیا جائے اور اُن پر عمل کیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی اسلامی تعلیم کی حقیقی روشنی اور تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ جماعت احمدیہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے۔ کسی مسلمان شخص کے لئے، کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کرتا ہو اور یہی حدیث سے ثابت ہے۔(مسلم کتاب الایمان باب بیان الایمان و الاسلام والاحسان...... حدیث نمبر 93)۔ لیکن اس کے مقابلے پر دوسرے فرقوں کو دیکھیں تو ہر ایک دوسرے کے بارے میں تکفیر کے فتوے دیتا ہے۔

پس ان اسلام کا درد رکھنے والوں کی یہ غلط فہمی کہ امت مسلمہ پہلے ہی فرقوں میں بٹی ہوئی ہے، جماعت احمدیہ نے ایک اور فرقہ بنا کر فساد کی ایک اور بنیاد رکھ دی ہے، قرآن و حدیث کے علم میں کمی کا نتیجہ ہے۔ کسی بھی دوسرے فرقے کے لٹریچر کا مطالعہ کر لیں تو تکفیر کے فتوؤں کے انبار ایک دوسرے کے خلاف نظر آئیں گے۔ اگر جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کریں تو غیر مذاہب کے اسلام پر حملوں کا دفاع نظر آئے گا۔ یا مسلمانوں سے یہ درخواست نظر آئے گی کہ اس تکفیر بازی کے زہروں سے بچیں اور خدمتِ اسلام کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ یا یہ نظر آئے گا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ یا اس بات پر زور نظر آئے گا کہ دنیا میں محبت، پیار، صلح اور آشتی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے اور نفرتوں کے انگاروں کو بجھانے کے لئے ہمیں کیا کوشش کرنی چاہئے۔ یا یہ نظر آئے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا مقام کیا تھا اور ہر ایک اُن میں سے ایک روشن ستارہ ہے جو قابلِ تقلید ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے۔

پس جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں تو یہ خوبصورت باتیں نظر آتی ہیں نہ کہ تکفیر کے فتوے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ تکفیر کے فتووں کے انبار ہیں، کسی بھی فرقے کے فتووں کی کتاب کو اُٹھا لیں ایک دوسرے کے خلاف فتوے نظر آئیں گے۔

اس آخری بات کو جو مَیں نے کہی کہ صحابہ کا کیا مقام ہے؟ اس بات کو مَیں لیتا ہوں۔ اگر دیکھیں تو اسلام میں دو بڑے گروہ ہیں۔ اُن کی آگے فرقہ بندیاں ہیں۔ شیعہ اور سُنّی۔ اور شیعہ اور سُنّی دونوں نے غلو اور زیادتی سے کام لیتے ہوئے ان صحابہ کے مقام کو گرانے سے بھی گریز نہیں کیا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابتدائی زمانے میں بے انتہا قربانیاں دیں۔ انہوں نے ایک دوسرے پر اس غلو کی وجہ سے تکفیر کے فتوے بھی لگائے ہیں اور لگاتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر ایک نے غلو سے کام لیتے ہوئے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے مقام کو غیر معمولی بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے اور دوسرے کبار صحابہ اور خلفائے راشدین کے مقام کو انتہائی ظلم کرتے ہوئے گرانے کی کوشش کی ہے تو دوسروں نے بھی اس کے جواب میں کمی نہیں کی۔ پھر ان بڑے گروہوں کے اندر مزید فرقہ بندیاں ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اور اس فرقہ بندی نے ایک اور فساد برپا کیا ہوا ہے۔ غرض کہ لگتا ہے کہ ان سب کی غرض نعوذ باللہ اسلام کو متشدد، کفر کے فتوے لگانے والا اور فساد برپا کرنے والا مذہب قرار دینا ہے۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا، جماعت احمدیہ کا مقصد تو ایک خوبصورت مقصد ہے۔ اسلام کا حسن اور خوبصورت تصویر پیش کرنے والا مقصد ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ان گروہوں اور فرقوں کی طرح تصور کرنا جماعت احمدیہ پر ایک زیادتی ہے۔

آجکل ہم محرم کے مہینے سے گزر رہے ہیں اور ہر سال اس مہینے سے ہم گزرتے ہیں تو جن جن ممالک میں سنیوں اور شیعوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں ہمیں محرم کے مہینے میں دونوں طرف کا جانی اور مالی نقصان نظر آتا ہے۔ پاکستان ہو یا عراق ہو یا کوئی ملک ہو، ہر طرف ہم یہی دیکھتے ہیں کہ محرم میں کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوتا ہے، جان اور مال کا نقصان کیا جا رہا ہوتا ہے۔ گو کہ اب تو یہ نقصان ایک روزانہ کا معمول بن گیا ہے لیکن محرم میں خاص طور پر زیادہ ہو رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان لوگوں نے ایک دوسرے کے خلاف تکفیر کے فتوؤں کے انبار لگائے ہوئے ہیں۔ مَیں نے جب دیکھا تو بہت سارا مواد اکٹھا ہو گیا لیکن اتنے اتنے غلیظ فتوے ہیں اور گالیاں ہیں کہ مَیں مثال کے طور پر بھی وہ یہاں پیش نہیں کرنا چاہتا۔

آج مَیں صرف اس زمانے کے حَکَم اور عَدَل مسیح و مہدی معہود کے حکیمانہ ارشاد جو آپ علیہ السلام نے خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ اور حضرت امام حسینؓ وغیرہ کے متعلق بیان فرمائے ہیں، پیش کرتا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس خوبصورت

طریقے سے آپؑ نے فساد کی بنیاد کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ جب مَیں نے یہ ارشادات جمع کروائے تو اس کے سینکڑوں صفحات بن گئے ہیں، لیکن وقت کے لحاظ سے اس وقت صرف چند ایک آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ میں بھی مختلف فرقوں سے بیعت کر کے آنے والے جن کی ابھی صحیح طرح تربیت نہیں ہوئی، ان کے لئے بھی یہ ارشادات سننا ضروری ہیں اور بعض وہ لوگ جن کی مثال مَیں نے دی ہے کہ بعض دفعہ ایم ٹی اے دیکھ لیتے ہیں یا کبھی خطبہ سن لیتے ہیں اور جماعت میں دلچسپی لیتے ہیں یا اسلام سے اُن کو ہمدردی ہوتی ہے لیکن اُن کے ذہن میں ایک سوال پھرتا ہے کہ جماعت احمدیہ بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو دوسرے عام فرقوں کی طرح ہے۔ اُن کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات آ جائیں تا کہ اُنہیں بھی پتہ چلے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اسلام کے مختلف فرقوں کو اکٹھا کرنے آئے تھے اور ہر قسم کی زیادتی سے پاک کرنے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک کرنے کا کام سپرد کرتے ہوئے الہاماً فرمایا ہے کہ ''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ''۔

(تذکرہ صفحہ نمبر 490 ایڈیشن چھارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس آپ تو فرقوں کو ختم کرنے کے لئے اور تمام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر، ایک دین پر اکٹھا کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس لحاظ سے جیسا کہ مَیں نے کہا بعض اقتباسات مَیں پیش کروں گا۔ سب سے پہلے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ اقتباس سامنے رکھتا ہوں جس میں آپ نے خلفائے راشدین کے طریق پر چلنے کو مومن ہونے اور مسلمان ہونے کی نشانی بتایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللّٰہ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں''۔

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 294)

خلفائے راشدین کے مقام کے بارے میں پھر ایک اور جگہ سر الخلافہ کے صفحہ 328 میں آپ فرماتے ہیں۔ یہ صفحہ نمبر مَیں نے اس لئے بولا ہے کہ یہ عربی کی کتاب ہے اور عربی والوں کو صبح میں نے حوالے کا صفحہ نمبر دے دیا تھا تا کہ اُن کو ترجمے میں آسانی رہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو زبان ہے، اُسی کے اصل الفاظ میں اگر یہ (تحریر) عربوں کے بھی سامنے آئے تو زیادہ اثر رکھتی ہے کیونکہ ترجمان ترجمے کے اُس مقام تک نہیں پہنچ سکتے چاہے وہ عربی دان ہی ہوں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ بہر حال آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا کی قسم! (یہ خلفائے کرام) وہ لوگ ہیں جنہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و اعانت میں موت کے منہ میں بھی جانے سے دریغ نہ کیا اور خدا کی خاطر اپنے والدین اور اپنی اولاد تک کو چھوڑنا اور اُن سے قطع تعلق کرنا گوارا کر لیا۔ انہوں نے اپنے دوستوں سے لڑائی مول لے لی۔ خدا تعالیٰ کی خاطر اپنے اموال و نفوس کو قربان کر دیا۔ اس کے باوجود وہ نادم و ماتم کناں رہے کہ وہ کماحقہٗ اعمال بجا نہ لا سکے۔ اُن کی آنکھیں اکثر خوابِ راحت کی لذت سے ناآشنا ہیں اور اپنے نفسوں کے آرام کا خیال بھی نہ کیا۔ وہ تن آسان و عافیت کوش نہ تھے۔ پس تم نے کیسے گمان کر لیا کہ یہ لوگ ظالم و غاصب، جادہ عدل کے تارک اور جور و جفا کے خوگر تھے حالانکہ اُن کے متعلق ثابت ہے کہ وہ بندہ حرص و ہوا نہ تھے اور آستانہ الٰہی پر گرے رہتے تھے۔ یہ ایک قوم تھی جو خدا میں فنا ہو گئی''۔

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 328۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

پس فرمایا کہ یہ لوگ جو خلفائے راشدین تھے انہوں نے اپنا سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی خاطر قربان کر دیا اور اللہ تعالیٰ میں فنا ہو گئے۔ پھر سر الخلافۃ کے ہی صفحہ 355 میں آپ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''آپ مکمل معرفت والے، عارف، حلیم اور رحیم فطرت والے تھے اور آپ انکسار اور غربت کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ بہت زیادہ عفو، شفقت اور رحم کرنے والے تھے۔ اور آپ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے۔ اور آپ کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق تھا۔ اور آپ کی روح خیر الوریٰ کی روح سے ملی ہوئی تھی۔ اور اس نور سے ڈھانپ دی گئی تھی جس نور سے اُن کے پیشرو اور محبوبِ الٰہی کو ڈھانپ دیا گیا تھا۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانائی کے نُور کے نیچے اور آپ کے عظیم فیوض کے نیچے چھپا دی گئی تھی۔ اور آپ فہمِ قرآن اور سید الرسل اور فخرِ نوعِ انسانی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سب سے ممتاز تھے۔ اور جب آپ پر نشأۃ اخروی اور اسرارِ الٰہی کا ظہور ہوا تو آپ نے تمام دنیاوی تعلقات کو توڑ دیا اور جسمانی تعلقات کو چھوڑ دیا اور محبوب کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ اور مطلوبِ واحد کے لئے تمام مرادیں ترک کر دیں۔ اور آپ کا نفس جسمانی کدورتوں سے خالی ہو گیا۔ اور سچے خدا کے رنگ میں رنگین ہو گیا۔ اور رب العالمین کی رضا میں غائب ہو گیا۔ اور جب صادق حُبِّ الٰہی آپ کے رگ و ریشہ میں اور آپ کے دل کی تہہ میں اور آپ کے وجود کے ذرّات میں متمکن ہو گئی اور اُس کے انوار اِس کے اقوال و افعال اور قیام و قعود میں ظاہر ہو گئے تب

آپ کوصدیق کالقب دیا گیا''۔ (سرّ الخلافه۔ روحانی خزائن جلد 8صفحہ 355۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ) یعنی کہ جب آپ مکمل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں فنا ہوگئے تو پھر آپ کوصدیق کالقب ملا۔ یہ آپ کا مقام ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مقامِ صدیقیت کی مزید تصویر کشی کرتے ہوئے کہ کیوں اور کس طرح آپ کو یہ مقام ملا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اُس کے دل کے اندر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدّیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اُس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا، صدیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے''۔ فرماتے ہیں۔ ''ابوبکری فطرت کیا ہے؟ اس پر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہیں کیونکہ اس کے تفصیلی بیان کیلئے بہت وقت درکار ہے''۔ فرمایا کہ ''مَیں مختصراً ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں اور وہ یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اظہار فرمایا۔ اُس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف سوداگری کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک شخص آپؓ سے ملا۔ آپؓ نے اُس سے مکّہ کے حالات دریافت فرمائے اور پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ جیسا کہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو راستہ میں اگر کوئی اہلِ وطن مل جائے تو اُس سے اپنے وطن کے حالات دریافت کرتا ہے۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ آپؓ نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ اگر اُس نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بلاشبہ وہ سچا ہے۔ اسی ایک واقعہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپؓ کو کس قدر حسنِ ظن تھا۔ معجزے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو مدعی کے حالات سے ناواقف ہو اور جہاں غیریت ہو اور مزید تسلّی کی ضرورت ہو۔ لیکن جس شخص کو حالات سے پوری واقفیت ہو تو اُسے معجزہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ الغرض حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راستہ میں ہی آنحضرتؐ کا دعویٰ نبوت سن کر ایمان لے آئے۔ پھر جب مکّہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ کی خدمتِ مبارک میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ گواہ رہیں کہ مَیں آپ کا پہلا مُصدّق ہوں۔ آپؓ کا ایسا کہنا محض قول ہی قول نہ تھا بلکہ آپؓ نے اپنے افعال سے اسے ثابت کر دکھایا اور مرتے دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا۔

(ملفوظات جلد اول ۔صفحہ247-248۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس وفا اور قربانیوں کا اظہار کس طرح ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''ایک دفعہ چند دشمنوں نے آپؐ کو تنہا پا کر پکڑ لیا اور آپؐ کے گلے میں پٹکا ڈال کر اُسے مروڑنا شروع کیا۔ قریب تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان نکل جائے کہ اتفاق سے ابوبکرؓ آنکلے اور انہوں نے مشکل سے چھڑایا۔ اس پر (ان دشمنوں نے) ابوبکرؓ کو اس قدر مارا پیٹا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے''۔

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام مرتبہ شردھے پرکاش دیوجی صفحہ 37پبلشر نرائن دت سهگل اینڈ سنز لاهور۔بحواله چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23۔ صفحه257-258)

پھر اُمّت پر حضرت ابوبکر صدیق کے ایک بہت بڑے احسان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ایسا ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس آیت سے استدلال کرنا کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران145) صاف دلالت کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے تھے کیونکہ اگر اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ پہلے نبیوں میں سے بعض نبی تو جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے پیشتر فوت ہوگئے ہیں مگر بعض اُن میں سے زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک فوت نہیں ہوئے تو اس صورت میں یہ آیت قابلِ استدلال نہیں رہتی کیونکہ ایک ناتمام دلیل جو ایک قاعدہ کلیہ کی طرح نہیں اور تمام افرادِ گزشتہ پر دائرہ کی طرح محیط نہیں وہ دلیل کے نام سے موسوم نہیں ہوسکتی۔ پھر اُس سے حضرت ابوبکرؓ کا استدلال لغو ٹھہرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ یہ دلیل جو حضرت ابوبکرؓ نے تمام گزشتہ نبیوں کی وفات پر پیش کی کسی صحابی سے اس کا انکار مروی نہیں حالانکہ اُس وقت سب صحابی موجود تھے اور سب سُن کر خاموش ہوگئے۔ اس سے ثابت ہے کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہوگیا تھا اور صحابہ کا اجماع حجت ہے جو کبھی ضلالت پر نہیں ہوتا۔ سو حضرت ابوبکرؓ کے احسانات میں سے جو اس اُمّت پر ہیں ایک یہ بھی احسان ہے کہ انہوں نے اس غلطی سے بچنے کے لئے جو آئندہ زمانے کے لئے پیش آنے والی تھی اپنی خلافتِ حقہ کے زمانے میں سچائی اور حق

کا دروازہ کھول دیا اور ضلالت کے سیلاب پر ایک ایسا مضبوط بند لگا دیا کہ اگر اس زمانے کے مولویوں کے ساتھ تمام جنّیات بھی شامل ہو جائیں تب بھی وہ اس بند کو توڑ نہیں سکتے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت ابوبکرؓ کی جان پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے پاک الہام پاکر اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ مسیح فوت ہو گیا ہے''۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد نمبر 15 صفحہ 462-461 حاشیہ)

پھر ایک عظیم فتنے کے دور کرنے کے لئے، فرو کرنے کے لئے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظیم کارنامہ ہے، اُس کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اُس زمانے میں بھی مسیلمہ نے اِباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کرسکتا ہے کہ کس قدر مشکلات پیدا ہوئی ہوں گی۔ اگر وہ قوی دل نہ ہوتا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ اُس کے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا۔ لیکن صدیقؓ نبیؐ کا ہم سایہ تھا'' (یعنی سائے کے نیچے تھا۔ اُسی سائے میں تھا۔) ''آپؐ کے اخلاق کا اثر اُس پر پڑا ہوا تھا اور دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا اس لئے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اُن کی زندگی اسلام کی زندگی تھی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اُس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں۔ اُس زمانے کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی ہے اُس کا اندازہ کرلو۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے آدمِ ثانی ہیں۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابوبکر صدیقؓ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوتِ ایمانی سے کُل باغیوں کو سزا دی اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ مَیں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کروں گا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیقؓ کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دے دی۔ پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہئے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 251-252۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے مقام حُبِّ رسول اور اخلاص کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان پیٹھ پر لگے ہیں۔ تب عمرؓ کو یہ حال دیکھ کر رونا آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عمرؓ! تو کیوں روتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ آپ کی تکالیف کو دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔ قیصر اور کسریٰ جو کافر ہیں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ ان تکالیف میں بسر کرتے ہیں۔ تب آنجناب نے فرمایا کہ مجھے اس دنیا سے کیا کام۔ میری مثال اُس سوار کی ہے جو شدتِ گرمی کے وقت ایک اونٹنی پر جا رہا ہے اور جب دوپہر کی شدت نے اُس کو سخت تکلیف دی تو وہ اُسی سواری کی حالت میں دَم لینے کے لئے ایک درخت کے سایہ کے نیچے ٹھہر گیا اور پھر چند منٹ کے بعد اُسی گرمی میں اپنی راہ لی''۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299-300)

حضرت عمرؓ کے رتبہ ومقام کے بارے میں ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات اُن کی رائے کے موافق قرآنِ شریف نازل ہو جایا کرتا تھا اور اُن کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی اُمتوں میں محدث ہوتے رہے ہیں۔ اگر اس اُمت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 219)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

''بعض واقعات پیشگوئیوں کے جن کا ایک ہی دفعہ ظاہر ہونا امید رکھا گیا ہے وہ تدریجاً ظاہر ہوں یا کسی اَور شخص کے واسطہ سے ظاہر ہوں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے ہاتھ پر رکھی گئی ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے۔ اور آنجنابؐ نے نہ قیصر اور کسریٰ کے خزانہ کو دیکھا اور نہ کنجیاں دیکھیں۔ مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلّی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا اس لیے عالمِ وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا''۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14۔ صفحہ 265)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''جبتک امام کی دستگیری اِفاضہ علوم نہ کرے تب تک ہرگز ہرگز خطرات سے امن نہیں ہوتا۔ اس امر کی شہادت صدر اسلام میں ہی موجود ہے'' (اسلام کے شروع میں موجود ہے) '' کیونکہ ایک شخص جو قرآنِ شریف کا کاتب تھا اُس کو بسا اوقات نورِ نبوت کے قرب کی وجہ سے قرآنی آیت کا اُس وقت میں الہام ہو جاتا تھا جبکہ امام یعنی نبی علیہ السلام وہ آیت لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دن اُس نے خیال کیا کہ مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے؟ مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس خیال سے وہ ہلاک کیا گیا اور لکھا ہے کہ قبر نے بھی اُس کو باہر پھینک دیا''۔ (فوت ہوا اور دفنایا گیا تو قبر نے بھی باہر پھینک دیا) '' جیسا کہ بلعم ہلاک کیا گیا'' (اُس کو بھی اپنی نیکی کا اور وحی کا یہی زعم تھا)۔ فرماتے ہیں: '' مگر عمرؓ کو بھی الہام ہوتا تھا انہوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا اور امامتِ حقہ جو آسمان کے خدا نے زمین پر قائم کی تھی اُس کا شریک بننا نہ چاہا بلکہ ادنیٰ چاکر اور غلام اپنے تئیں قرار دیا۔ اس لئے خدا کے فضل نے اُن کو نائب امامتِ حقہ بنا دیا''۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13صفحہ474-473)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر اپنے آپ کو حقیر سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے، فضل کرتے ہوئے پھر اُن کو خلیفہ بنا دیا جو نبی کا نائب ہے۔)

پھر سر الخلافہ کے صفحہ 326 میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ:

'' میرے ربّ نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان (رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین) غایت درجہ ایماندار اور رُشد و ہدایت سے معمور تھے۔ وہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت بخشی ہے اور جو خاص طور پر موردِ افضالِ الٰہیہ ہوئے ہیں۔ عارفوں کی ایک بڑی جماعت اُن کی خصوصیات کی گواہ اور اُن کی خوبیوں کی معترف ہے۔ انہوں نے محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنے وطنوں کو چھوڑا اور ہر معرکے میں بلا دریغ داخل ہو گئے۔ انہوں نے شدتِ گرمی کا خیال کیا نہ ہی سرد ترین راتوں کی پرواہ کی بلکہ مردِ میدان بن کر دین کی راہ میں قدم مارتے چلے گئے۔ اس راہ میں نہ کسی قرابت دار کی پرواہ کی، نہ کسی اور کی اور رب العالمین کی خاطر سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اُن کے اعمالِ حسنہ سے بوئے خوش آتی اور ان کے افعالِ پسندیدہ سے خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں۔ اُن سے اُن کے باغِ درجات، اُن کے گلستانِ حسنات کی طرف رہنمائی ہوئی ہے۔ اُن کی بادِ نسیم اپنے ہی عطر بیز جھونکوں سے اُن کے اسرار کی خبر دیتی ہے اور اُن کے انوار ہم پر ضوفگن ہوتے ہیں۔ سو اُن کی خوشبو سے اُن کی نیک شہرت کی طرف رہنمائی ہو سکتی ہے''۔

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8صفحہ 326. عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

پھر آپؑ نے ایک جگہ فرمایا:

'' یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی حضرت عثمان) اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنھما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآنِ شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے''۔

(مکتوبات احمد جلد نمبر2صفحہ نمبر151مکتوب نمبر2 بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحب مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ کے مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ بھی سر الخلافہ کا صفحہ 358 ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

'' آپ (یعنی حضرت علیؓ) بڑے متقی اور پاک صاف تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جو خدائے رحمان کے سب سے پیارے ہیں اور اچھے خاندانوں والے تھے اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ غالب خدا کے شیر اور مہربان خدا کے نوجوان تھے۔ بہت سخی اور صاف دل تھے۔ آپ وہ منفرد بہادر تھے جو معرکۂ میدان سے نہیں ہٹتے تھے خواہ آپ کے مقابل پر دشمنوں کی ایک فوج ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے کسمپرسی کی زندگی بھی بسر کی اور نوعِ انسانی کی پرہیز گاری میں مقامِ کمال تک پہنچے۔ اور آپ مال و دولت عطا کرنے، غم و ہم دور کرنے اور یتیموں، مسکینوں اور پڑوسیوں کی دیکھ بھال کرنے والے پہلے شخص تھے اور مختلف معرکوں میں آپ سے بہادری کے کارنامے ظاہر ہوتے تھے۔ اور آپ تلوار اور نیزے کی جنگ میں عجائب باتوں کے مظہر تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ شیریں بیان اور فصیح اللسان تھے۔ (بڑے خوبصورت انداز میں بات بیان کرتے تھے) اور آپ اپنے کلام کو دلوں کی تہ میں داخل کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس ذریعے سے ذہنوں کے زنگ کو دور کرتے اور اُس کے مطلع کو دلیل کے نور سے منور کرتے تھے اور آپ ہر قسم کے اسلوب میں قادر تھے۔ اور جو کوئی آپ سے کسی معاملے میں فاضل ہوتا تو وہ بھی آپ کی طرف مغلوب کی طرح معذرت کرتا ہوا نظر آتا''۔ (یعنی پڑھے لکھے لوگ بھی آپ کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتے تھے) '' اور آپ ہر خوبی اور فصاحت و بلاغت کی راہوں پر کامل تھے اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا تو گویا وہ بے حیائی کے رستے پر چل پڑا''۔

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8صفحہ 358. عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

پھر صحابہ رضوان اللّٰہ علیھم کا مجموعی طور پر ذکر کرتے ہوئے آپ

فرماتے ہیں:

''مَیں پھر صحابہؓ کی حالت کو نظیر کے طور پر پیش کر کے کہتا ہوں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اپنی عملی حالت میں دکھایا کہ وہ خدا جو غیب الغیب ہستی ہے اور جو باطل پرست مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ اور نہاں ہے۔ انہوں نے اپنی آنکھ سے، ہاں آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ ورنہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے اُن کو ذرا بھی پرواہ نہیں ہونے دی کہ قوم چھوڑی، ملک چھوڑا، جائیدادیں چھوڑیں، احباب اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا۔ وہ صرف خدا ہی پر بھروسہ تھا اور ایک خدا پر بھروسہ کر کے انہوں نے وہ کر کے دکھایا کہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو انسان حیرت اور تعجب سے بھر جاتا ہے۔ ایمان تھا اور صرف ایمان تھا اور کچھ نہ تھا۔ ورنہ بالمقابل دنیا داروں کے منصوبے اور تدابیر اور پوری کوششیں اور سرگرمیاں تھیں پر وہ کامیاب نہ ہو سکے''۔ (یعنی دنیا دار کامیاب نہ ہو سکے۔) ''ان کی تعداد، جماعت، دولت سب کچھ زیادہ تھا مگر ایمان نہ تھا''۔ (غیروں میں) ''اور صرف ایمان ہی کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے اور کامیابی کی صورت نہ دیکھ سکے۔ مگر صحابہؓ نے ایمانی قوت سے سب کو جیت لیا۔ انہوں نے جب ایک شخص کی آواز سنی جس نے باوصفیکہ اُمّی ہونے کی حالت میں پرورش پائی تھی مگر اپنے صدق اور امانت اور راستبازی میں شہرت یافتہ تھا۔ جب اُس نے کہا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی ساتھ ہو گئے اور پھر دیوانوں کی طرح اُس کے پیچھے چلے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ وہ صرف ایک ہی بات تھی جس نے اُن کی یہ حالت بنا دی اور وہ ایمان تھا۔ یاد رکھو! خدا پر ایمان بڑی چیز ہے''۔

(ملفوظات جلداوّل ،صفحہ 407-408 ایڈیشن،2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلفائے راشدین یا صحابہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تعلق اور محبت کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے تھا۔ اور جیسا کہ مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں اسے آپ ایمان کا جزو سمجھتے تھے۔

ایک دوسری جگہ آپ اس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ہمارا ایمان ہے کہ بزرگوں اور اہل اللہ کی تعظیم کرنی چاہئے لیکن حفظِ مراتب بڑی ضروری شئے ہے''۔ (تعظیم تو کرنی چاہئے لیکن ہر ایک کا اپنا اپنا مرتبہ اور مقام ہے اُس کے مطابق) ''ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ حد سے گزر کر خود ہی گناہگار ہو جائیں''(۔غلو سے کام نہیں لینا چاہئے۔) ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کی ہتک ہو جائے۔ وہ شخص جو کہتا ہے کہ کُل انبیاء علیہم السلام حتّٰی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی امام حسینؓ کی شفاعت سے نجات پائیں گے اُس نے کیسا غلو کیا ہے جس سے سب نبیوں کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد نمبر3صفحہ نمبر268-269حاشیہ مطبوعہ ربوہ ایڈیشن 2003ء)

پھر حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ سے اپنی مناسبت بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''اور مجھے علی اور حسین کے ساتھ ایک لطیف مناسبت حاصل ہے۔ اور اس راز کو مشرقین اور مغربین کے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور مَیں علیؓ اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں۔ اور جو اُن سے عداوت رکھتا ہے اُن سے مَیں عداوت رکھتا ہوں۔ اور بایں ہمہ میں جور و جفا کرنے والوں میں سے نہیں۔ اور یہ میرے لئے ممکن نہیں کہ مَیں اس سے اعراض کروں جو اللہ نے مجھ پر منکشف فرمایا۔ اور نہ ہی میں حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہوں۔

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8صفحہ 359۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ)

یہ بھی سر الخلافہ کا ترجمہ ہے۔ پھر اس مناسبت کو مزید کھول کر آپ فرماتے ہیں کہ:

''اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کر کے ہر ایک زمانے میں خدا کے مقدس لوگوں کو تکلیفیں دیں۔ دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ہزاروں نادان یزید کے ساتھ ہو گئے''۔ (امام حسین کو چھوڑ کر ہزاروں نادان یزید کے ساتھ ہو گئے) ''اور اس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دکھ دیا۔ آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس امت کے اماموں اور راستبازوں اور مجددوں کو ستاتے رہے اور کافر اور بے دین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزاروں صادق ان کے ہاتھ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ ان کا نام کافر رکھا بلکہ جہاں تک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہیں کیا۔ یہانتک کہ اب ہمارا زمانہ پہنچا اور تیرھویں صدی میں جابجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہو گا۔ لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا۔ اور نہ صرف خدا تعالیٰ کے الہام نے اُس کا نام مسیح موعود رکھا بلکہ زمانے کے فتن موجودہ نے بھی بزبانِ حال یہی فتویٰ دیا''(جو فتنے زمانے میں پھیلے ہوئے تھے) ''کہ اس کا نام مسیح موعود ہونا چاہئے تھا۔ تو اُس کی سخت تکذیب کی اور جہاں تک ممکن تھا اُس کو ایذاء دی اور طرح طرح کے حیلوں اور مکروں سے اُس کو ذلیل اور نابود کرنا چاہا''۔

(ایام الصلح ،روحانی خزائن جلد نمبر14صفحہ255-254)۔

جھٹلایا، تکلیفیں دیں اور ذلیل و نابود کرنے کی کوشش کی۔

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں کہ:

''مَیں نے اس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید مَنْ عَادَ وَلِيًّا لِیْ۔ دست بدست اُس کو پکڑ لیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے۔

(اعجاز احمدی(ضمیمہ نزول المسیح) ۔روحانی خزائن جلد19صفحہ149)

یہ حدیث ہے کہ مَنْ عَادَ لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنتهُ بِالْحَرب کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی اختیار کی تو میں نے اُس کے ساتھ اعلانِ جنگ کر دیا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث نمبر6502)

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو کچھ مَیں لکھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور مرضی سے اور حکم سے لکھتا ہوں۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُن کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں۔ اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اُس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک چیز جو بت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اُس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجبِ سلبِ ایمان ہے۔ اور اس امام کی تقویٰ اور محبتِ الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اُس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبتِ الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُس کے زمانے میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسین رضی اللہ عنہ یا کسی بزرگ کی جو ائمہ مطہّرین میں سے ہے، تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اُس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد سوم صفحہ 546-545 ۔ اشتہار تبلیغ حق ۔ 8 / اکتوبر 1905ء)

پس یہ ہے وہ خوبصورت اور انصاف پر مبنی تعلیم اور مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے اور فرقہ بندی کو ختم کرنے کی تعلیم جو اللہ تعالیٰ کے اس بھیجے ہوئے اور فرستادے نے ہمیں دی ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلامِ صادق بن کر صلح اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا تھا۔ خدا کرے کہ مسلم اُمّہ اس پیغام کو سمجھے اور فرقہ بندیوں اور فسادوں اور ایک دوسرے کے قتل و غارت سے بچے تاکہ اسلام ایک نئی شان سے دنیا کے کونے کونے تک اپنی چمک اور دمک دکھائے۔

اللہ کرے یہ محرم کا مہینہ ہر جگہ امن و امان اور سلامتی کے ساتھ گزرے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رکھنے والا ہو۔

مسلمان ملکوں کی عمومی حالت اور فسادات سے بچنے کے لئے بھی بہت زیادہ دعا کریں۔ اکثر ملک آجکل بہت بُرے حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر پسندوں کے شر سے اسلام اور مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ اکثر مسلمان ملکوں میں جیسا کہ میں نے کہا اندرونی فساد اور شر بھی ہیں جن سے وہاں امن برباد ہو رہا ہے اور بجائے ترقی کے تیزی سے پیچھے کی طرف جا رہے ہیں۔ دنیا کی عمومی معاشی حالت بھی بے چینیاں پیدا کر رہی ہے جس کا اگر یہاں مغرب پہ اثر ہے تو مسلمان ملکوں پہ مشرق میں بھی اور ہر جگہ اثر ہے۔ اور پھر ایک تیسری بڑی گھمبیر صورتحال جو پیدا ہو رہی ہے اور ہونے والی ہے وہ بظاہر جو لگ رہا ہے کہ دنیا عالمی جنگ کی طرف بھی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم کرے۔ اُن کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ ہمیں اِن دنوں میں بہت زیادہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور ہر قسم کی احتیاطی تدابیر بھی کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ ☆......☆......☆

اللہ بس، باقی ہوس

(اللہ تعالیٰ (ہماری حاجت براریوں) کے لئے کافی ہے، اس سے منہ موڑ کر دنیا طلبی محض حرص و ہوا کی پیروی ہے۔)

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی آخری نظم

یاری گرِ فریاد رس ، اللہ بس ، باقی ہوس　　بخشندۂ ہر دسترس، اللہ بس، باقی ہوس

ہمارا مددگار (آقا) فریادیں قبول کرنے والا ہے۔ اسی پر ہمارا تمام تر تکیہ ہونا چاہیئے۔ ہماری سب قوت اور طاقت اسی کی عطا ہے۔ پس اُسی کو ہر لحاظ سے کفایت کرنے والا یقین رکھنا چاہیئے۔

خلّاقِ تو جانے دھد، رزّاقِ تو خوانے نھد　　رزقِ مجو از ھیچ کس، اللہ بس، باقی ھوس

تیرا خالق (خدا تعالیٰ) تجھے زندگی عطا فرماتا ہے اور تیرا رازق خدا تعالیٰ، تجھے (قسما قسم) کی نعمتیں اور خوراک مہیا فرماتا ہے۔ پس تو کسی اور سے (کسی بھی قسم کے) رزق کی جستجو نہ کر۔

اے مُرغِ جانت ھر زماں، از بھر رفتن پرفشاں　　ناگاہ بگذارد قفس، اللہ بس، باقی ھوس

اے (انسان)، تیری جان کا پرندہ، اُڑ جانے کے لئے ہر وقت پر پھیلائے ہوئے ہے، اور اچانک پنجرے سے نکل جائے گا۔ اللہ بس، باقی ہوس۔

کوتاہ کُن آمال را، کم کم بجو، اَموال را　　تا چند چیدن خار و خس، اللہ بس ،باقی ھوس

اپنی آرزوؤں کو مختصر کر۔ دنیا کے اموال کی اتنی جستجو نہ کر۔ تو کب تک کانٹے اور گھاس پھونس جمع کرتا رہے گا۔ اللہ بس، باقی ہوس۔

بادولتِ کون و مکاں، ھنگامِ رفتن از جھاں　　نتواں خریدن یک نفس، اللہ بس، باقی ھوس

جس دن دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے، دنیا جہان کی دولت خرچ کر کے ایک سانس بھی خریدا نہیں جا سکتا۔ (تو پھر کیوں اللہ تعالیٰ پر ہی سب دارومدار نہ رکھا جائے)۔

در حضرتِ سلطاں روی، بنگر چہ سوغاتے بری　　ایں جا نیائی بازپس، اللہ بس ،باقی ھوس

تو بادشاہوں کے بادشاہ کی بارگاہ میں پیش ہوا چاہتا ہے۔ دیکھ تو لے کیا سوغات (اعمال) ساتھ لے کر جا رہا ہے۔ تو پھر اس جگہ کبھی واپس نہ آئے گا۔ اللہ بس، باقی ہوس۔

اُفتادہ مظہرؔ در بلا، دریاب، یا مُشکل کُشا　　در نیم رہ ماندہ فرس، اللہ بس ،باقی ھوس

مظہر ایک مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اے مُشکل کُشا (خدا تعالیٰ) تو مدد کو پہنچ۔ (سواری کا) گھوڑا آدھا رستہ چل کر ہی تھک گیا ہے، اللہ بس، باقی ہوس۔

بشکریہ ماہنامہ انصار اللہ، ربوہ۔ اپریل 1995۔ شیخ محمد احمد مظہر نمبر۔ مرسلہ محمد ظفر اللہ خان

مرتبہ حبیب الرحمٰن زیروی

ذکرِ مہدی علیہ السلام

روایات سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہ کیفیت تھی کہ کئی مقامات پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ لکھا ہے کہ اب تو ہم پر اتنا بوجھ ہے کہ پندرہ سو روپیہ ایک مہینہ کا خرچ ہے۔ گویا اس زمانہ میں اٹھارہ ہزار روپیہ کا سالانہ خرچ تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے بڑا بوجھ قرار دیتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں بعض ایسے احمدی ہیں کہ ان میں سے ایک ایک اس بوجھ کو آسانی کے ساتھ اٹھا سکتا ہے۔

ابتدائی خاندانی حالات

۔۔اتنا مالدار تھا کہ سارا علاقہ اس کے پاس تھا مگر جب انہوں نے اس کو حکم دیا تو وہ بھی چونکہ نواب اور رئیس تھا اَڑ گیا اور کہنے لگا مرزا صاحب اگر آپ مجھے کسی اور کی معرفت کہلا بھیجتے کہ مجھے گھوڑا دے دو تو ایک نہیں میں دس گھوڑے بھی دے دیتا مگر آپ نے حکم دیا ہے تو اب چاہے آپ میری ساری جائیداد تباہ کر دیں اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں مگر میں گھوڑا نہیں دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے سیٹلمنٹ میں اس کی تمام جائیداد اس کے رشتہ داروں کے نام لکھ دی اور اس کو تباہ کر دیا۔ مولوی صاحب کہنے لگے وہ اب تک غریب چلے آتے ہیں۔ حالانکہ پہلے وہ بہت ہی صاحب رسوخ تھے غرض ان کے خاندان میں ہماری وہ پھوپھی بیاہی گئی تھیں اور ہمارے دادا کی ناپسندیدگی کے باوجود بیاہی گئی تھیں مرزا اعظم بیگ صاحب جو اس خاندان کے مورث اعلیٰ تھے انہوں نے ہمارے دادا کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم قادیان دیکھنا چاہتے ہیں وہ چغتائی خاندان کے مغل تھے اور ہم برلاس خاندان کے ہیں اور برلاس چغتائیوں کو ذلیل سمجھتے ہیں پرانے زمانہ میں یہ طریق رائج تھا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم آپ کا گاؤں دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم آپ کی لڑکی لینا چاہتے ہیں جب مرزا اعظم بیگ صاحب نے یہ پیغام بھیجا تو ہمارے دادا جلال میں آ گئے اور کہنے لگے تم چغتائیوں کو بھی یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ ہم سے لڑکیاں مانگو۔ جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہمیں نہیں منظور۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہمارے باپ کے غرور کا ہی یہ نتیجہ نکلا کہ ان کی وفات کے بعد ہماری تین لڑکیاں ان کے خاندان میں بیاہی گئیں جن میں ایک تو یہی ہماری پھوپھی تھیں اور ایک اور چچا کی لڑکی تھی اس طرح ان کے گھر میں ہماری لڑکیوں کا اچھا خاصا اجتماع ہو گیا۔ پھر نہ صرف ہماری لڑکیاں ہی ان کے ہاں گئیں بلکہ ہماری جائیدادیں بھی ان کے قبضہ میں جانی شروع ہوئیں یہاں تک کہ قادیان کے سوا ہماری ساری جائیداد ان لوگوں کے پاس چلی گئی۔ چنانچہ راج پورہ جو میں نے بعد میں بیس ہزار میں خریدا وہ انہی لوگوں کے پاس چلا گیا تھا پھر محلہ دارالرحمت جہاں بنا ہے وہ حصہ بھی ان لوگوں کے پاس چلا گیا تھا یہ جائیداد ان کے پڑپوتے مرزا اکرم بیگ نے ایک سکھ کے پاس اٹھارہ ہزار روپے میں بیچ دی تھی جو بعد میں حق شفعہ کے ذریعے ہم نے واپس لی۔

مرزا اکرم بیگ کے والد مرزا افضل بیگ صاحب ایک ریاست میں سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے اور ناچ گانے کا انہیں شوق تھا شراب کی بھی عادت پڑی ہوئی تھی مگر آخر میں انہوں نے ان تمام عادتوں سے توبہ کر لی اور قادیان آ گئے بیعت کے بعد وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور علاج کے لئے لاہور گئے تو ڈاکٹر نے کہا کہ اگر آپ تھوڑی سی شراب پی لیں تو آپ بچ سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگے ایک دفعہ میں نے شراب سے توبہ کر لی ہے اب میں نہیں پیوں گا چنانچہ وہ مَر گئے لیکن انہوں نے شراب کو نہیں چھوا غرض بیعت کے وقت جو انہوں نے عہد کیا تھا اُس پر وہ پورے اُترے لیکن ان کا بیٹا اچھا نہ نکلا اُس نے دارالرحمت والی زمین ایک سکھ کے پاس بیچ دی تھی۔ (الفضل ربوہ 12/اپریل 1958ء صفحہ 5)

اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارا خاندان بادشاہوں کی نسل میں سے ہے۔ چنانچہ ہمارے خاندان کے مورثِ اعلیٰ مرزا ہادی بیگ صاحب حاجی برلاس کی اولاد میں سے تھے جو امیر تیمور کے چچا تھے اور جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ علاقہ کش کے اصل بادشاہ حاجی برلاس ہی تھے، تیمور نے حملہ کر کے اِن کے علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسی وجہ سے ہمارے خاندان کے افراد جاہلیت کے زمانہ میں جبکہ احمدیت ابھی ظاہر نہیں ہوئی تھی اور جبکہ قرآنی تعلیم اِن کے دلوں میں راسخ نہیں ہوئی تھی، تیموری نسل کی

لڑکیاں تو لے لیتے تھے مگر تیموری نسل کے مغلوں کو اپنی لڑکیاں نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ اُن کو اپنے مقابلہ میں ادنیٰ سمجھتے تھے۔ لیکن بہر حال جہاں تک ظاہری وجاہت کا سوال ہے وہ قریباً قریباً تباہ اور برباد ہو چکی تھی۔ مغلیہ سلطنت کے مٹنے کے بعد جب سکھوں کا دَور شروع ہوا تو اُس وقت ہماری تمام ریاست سکھوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ اِس کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب نے ہمارے پانچ گاؤں واگزار کر دیئے۔ مگر جب انگریزی حکومت کا دَور شروع ہوا تو اُس وقت پھر ہماری خاندانی ریاست کو صدمہ پہنچا اور ہماری وہ جائیداد بھی ضبط کر لی گئی جو کسی قدر باقی رہ گئی تھی۔ یہ ہمارے خاندان کی حالت تھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے اپنا دعویٰ پیش فرمایا۔ اگر ہماری یہ ریاست اپنی پہلی حالت میں قائم ہوتی تب بھی ایک چھوٹی سی ریاست ہوتی اور اتنی چھوٹی ریاست کو بھلا پوچھتا ہی کون ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اتنی ریاست بھی پسند نہ کی تا کہ اُس کی صفات پر کوئی دھبہ نہ آئے اور لوگ یہ نہ کہیں کہ سابقہ عزت کی وجہ سے انہیں ترقی حاصل ہوئی ہے۔ ہمارے دادا کو بڑا فکر رہتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو کسی ایسے کام پر لگا دیں جس سے وہ اپنا گزارہ آسانی کے ساتھ کر سکے۔ مہاراجہ کپورتھلہ کے شاہی خاندان سے بھی ہمارے خاندان کے چونکہ پُرانے تعلقات ہیں اِس لئے انہوں نے کوشش کر کے بانی سلسلہ احمدیہ کے لئے وہاں ایک معزز عُہدہ تلاش کر لیا۔ چنانچہ اِن کے لئے انسپکٹر جنرل آف ایجوکیشن کے عُہدہ کی منظوری آ گئی۔ قادیان کے قریب ہی ایک گاؤں ہے وہاں ایک سکھ صاحب رہا کرتے تھے جو اکثر ہمارے دادا کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ انہوں نے خود سنایا کہ مَیں اور میرا بھائی اکثر بڑے مرزا صاحب سے ملنے کے لئے آ جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ہم دونوں اِن سے ملنے کے لئے گئے تو وہ کہنے لگے کہ مرزا غلام احمد کو دنیا کی طرف کوئی توجہ نہیں میں حیران ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اِس کا کیا حال ہوگا۔ میں نے اِس کے متعلق کپورتھلہ میں کوشش کی تھی جس کے نتیجہ میں وہاں سے آرڈر آ گیا ہے کہ اِسے ریاست کا افسر تعلیم مقرر کیا جاتا ہے۔ میں اگر اسے کہوں تو شاید مجھے جواب نہ دے تم دونوں اِس کے ہم عمر ہو تم اِس کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ اِس عُہدہ کو قبول کر لے۔ وہ سناتے ہیں کہ ہم دونوں بھائی اِن کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ مبارک ہو ریاست کپورتھلہ کی طرف سے چٹھی آئی ہے کہ آپ وہاں کے افسر تعلیم مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ کے والد صاحب کی خواہش ہے کہ آپ یہ نوکری اختیار کر لیں اور ریاست کپورتھلہ میں چلے جائیں۔ وہ کہتے ہیں جس وقت ہم نے یہ بات کہی اُنہوں نے ایک آہ کھینچی اور کہا والد صاحب تو خواہ مخواہ فکر کرتے ہیں مَیں نے تو جس کا نوکر ہونا تھا ہو گیا اَب مَیں کسی اور کی نوکری کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ وہ کہتے ہیں ہم دونوں واپس آ گئے اور آپ کے دادا صاحب کو کہا کہ وہ تو کہتے ہیں کہ والد صاحب یونہی بے فائدہ فکر کر رہے ہیں میں نے تو جس کی نوکری کرنی تھی کر لی اَب مَیں کسی اور کی نوکری کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اِس پر وہ کہتے ہیں کہ آپ کے دادا صاحب نے کہا اگر اِس نے یہ کہا ہے تو خیر رہنے دو وہ جھوٹ نہیں بولا کرتا۔

پھر جب آپ بڑے ہوئے تو اُس وقت بھی ساری جائداد آپ کے بھائی کے قبضہ میں رہی۔ آپ نے اُس میں سے اپنا حصہ نہ لیا۔ جائداد خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی تھی بلکہ اَب تک اِس قدر جائداد ہے کہ باوجود اِس کے کہ ایک لمبے عرصے تک ہم اِس کو بیچ کر کھاتے رہے ہیں، پھر بھی وہ لاکھوں روپیہ کی موجود ہے۔ غرض جائداد تھی مگر وہ سب ہمارے تایا صاحب کے قبضہ میں تھی۔ بانی سلسلہ احمدیہ اس جائداد میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ جب ہمارے تایا صاحب فوت ہو گئے تو آپ نے پھر بھی جائداد نہ لی اور وہ تائی صاحبہ کے پاس چلی گئی۔ آپ کو کھانا ہماری تائی صاحبہ ہی بھجواتی تھیں اور چونکہ وہ آپ کی شدید مخالف تھیں اِدھر آپ بہت بڑے مہمان نواز تھے اِس لئے بسا اوقات جب آپ ہماری تائی صاحبہ کو کہلا بھیجتے کہ آج ایک مہمان آیا ہوا ہے اُس کے لئے بھی کھانا بھجوا دیا جائے تو وہ صرف آپ کا کھانا بھجوا دیتیں اور مہمان کے لئے کوئی کھانا نہ بھجواتیں۔ اِس پر ہمیشہ آپ اپنا کھانا مہمان کو کھلا دیتے اور خود چنوں پر گزارہ کر لیتے۔ اُس زمانہ کے آدمی سنایا کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی مہمان آپ کے پاس آتا آپ چُپ کر کے اپنا کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیتے اور خود بھوکے رہتے یا چنوں وغیرہ پر گزارہ کر لیتے۔ ایک شخص نے سنایا کہ میں ایک دفعہ قریباً چالیس دن تک آپ کا مہمان رہا۔ آپ باقاعدہ صبح وشام اندر سے جو کھانا آتا وہ مجھے کھلا دیتے اور آپ دانے چبا کر گزارہ کر لیتے۔ آپ خود فرماتے ہیں:

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

کہ اے لوگو! تم کو یاد نہیں ایک دن میرا یہ حال تھا کہ دسترخوانوں کے بچے ہوئے ٹکڑے میرے کھانے میں آیا کرتے تھے یعنی دوسروں کے رحم وکرم پر میرا گزارا تھا لیکن آج یہ حال ہے کہ میرے ذریعہ سے کئی خاندان پرورش پا رہے ہیں۔

ایسی حالت میں آپ کو خبر دی گئی کہ اسلام کی خدمت کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو چُن لیا ہے۔ جس وقت یہ آواز آپ کے کان میں پڑی آپ کی حالت یہ تھی کہ اور لوگ تو الگ رہے خود قادیان کے لوگ بھی آپ کو نہیں جانتے تھے۔ میں نے خود قادیان کے کئی باشندوں سے سُنا ہے کہ ہم سمجھتے تھے بڑے مرزا صاحب کا ایک ہی بیٹا ہے دوسرے کا ہمیں علم نہیں تھا۔ آپ اکثر مسجد کے حجرے میں بیٹھے رہتے اور دن رات اللہ تعالیٰ کی

عبادت کرتے رہتے۔ اُس وقت خداتعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ وہ آپ کو بہت بڑی برکت دے گا اور آپ کا نام عزت کے ساتھ دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا۔ یہ الہام بھی ایک عجیب موقع پر ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو اہلحدیث کے ایک مشہور لیڈر تھے جب وہ نئے نئے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سے پڑھ کر آئے تو اُس وقت حنفیوں کا بہت زور تھا اور اہلحدیث کم تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب جب تعلیم سے فارغ ہو کر بٹالہ میں آئے تو ایک شور مچ گیا کہ یہ مولوی لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ اتفاقاً اُنہی دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے کسی کام کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے۔ لوگوں نے زور دیا کہ آپ چلیں اور مولوی محمد حسین صاحب سے بحث کریں کیونکہ وہ بزرگوں کی ہتک کرتا ہے اور اسلام پر تبرچلا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُن کے ساتھ جامع مسجد میں چلے گئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی وہیں موجود تھے۔ آپ نے اُن سے کہا کہ مولوی صاحب! مجھے معلوم نہیں آپ کے کیا عقائد ہیں۔ پہلے آپ اپنے عقائد بیان کریں اگر وہ غلط ہوئے تو میں اِن کی تردید کروں گا اور اگر صحیح ہوئے تو اُنہیں تسلیم کرلوں گا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے کھڑے ہو کر ایک مختصر تقریر کی جس میں بیان کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر، قرآن کریم پر اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن چونکہ خداتعالیٰ کا ایک یقینی اور قطعی کلام ہے اِس لئے ہم اِسے سب سے مقدم قرار دیتے ہیں اور جو کچھ قرآن میں لکھا ہے اِسے مانتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر ہم سمجھتے ہیں کہ جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہمارے لئے قابل عمل ہے اور اگر کوئی حدیث قرآن کے مخالف ہو تو اِس صورت میں ہم قرآن کریم کے بیان کو ترجیح دیتے ہیں اور اگر کوئی بات ہمیں قرآن اور حدیث دونوں میں نظر نہ آئے تو پھر قرآن اور حدیث کی روشنی میں جو کچھ ہمیں سمجھ آئے اِس پر ہم عمل کرتے ہیں۔ جب انہوں نے یہ تقریر کی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن کر فرمایا یہ تو بالکل ٹھیک باتیں ہیں اِن میں سے کسی کی تردید کی ضرورت نہیں۔

وہ ہزاروں آدمی جو آپ کو اپنے ساتھ لے کر گئے تھے اُن سب نے کھڑے ہو کر آپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور بُرا بھلا کہنے لگے کہ تم ڈرپوک ہو، بزدل ہو، ہار گئے ہو۔ غرض آپ پر خوب نعرے کسے گئے۔ آپ گئے تھے ہزاروں کے ہجوم میں اور نکلے ایسی حالت میں جبکہ لوگ آپ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ گئے تھے ایسی حالت میں کہ لوگ سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے جا رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ ہم اسلام کا ایک پہلوان اپنے ساتھ لئے جا رہے ہیں مگر نکلے ایسی حالت میں کہ لوگ آپ کو ایک بھگوڑا قرار دے رہے تھے اور آپ کے خلاف نعرے کس رہے تھے۔ مگر آپ نے اِن باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور وہاں سے واپس چل پڑے۔ اُسی رات آپ پر الہام نازل ہوا کہ:۔

’’تیرا خدا تیرے اِس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔‘‘

غرض آپ پر یہ الہام ہوا اور آپ نے اُسی وقت اِس الہام کو دنیا میں شائع کر دیا۔ تب دنیا میں چاروں طرف سے آپ کے خلاف آوازیں اُٹھنی شروع ہوگئیں۔ بعضوں نے کہا مکّار ہے اور اس ذریعہ سے اپنی عزت بڑھانا چاہتا ہے، بعضوں نے کہا یہ شخص یونہی اسلام کی تائید کر رہا ہے ورنہ درحقیقت اسلام میں سچائی پائی ہی نہیں جاتی۔ غرض جو لوگ اسلام کے قائل تھے انہوں نے بھی اور جو لوگ اسلام کے قائل نہیں تھے انہوں نے بھی ہر رنگ میں آپ کی تضحیک شروع کر دی۔ اُس وقت خصوصیت سے پنڈت لیکھرام نے شور مچایا کہ یہ جو معجزات دکھانے کے دعوے کئے جا رہے ہیں سب غلط اور بے بنیاد ہیں۔ اگر اسلام سچا ہے، اگر قرآن سچا ہے اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خداتعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو ہمیں کوئی نشان دکھایا جائے۔ اِسی طرح ایک منشی اندرمن صاحب مراد آباد کے رہنے والے تھے انہوں نے بھی شور مچایا کہ یہ نشان نمائی کے دعوے سب غلط ہیں اگر اسلام کی صداقت میں نشان دکھایا جا سکتا ہے تو ہمیں نشان دکھایا جائے۔ اِسی طرح قادیان کے ہندوؤں نے بھی یہ مطالبہ کیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ اِن کے ہمنوا ہو گئے۔ چنانچہ انہی میں سے لدھیانہ کا ایک خاندان ہے جو اپنی مخالفت پر ہمیشہ فخر کیا کرتا ہے اُس کے خیال میں اُس کا یہ فعل قابل فخر ہے مگر ہمارے نزدیک یہ اِس خاندان کی بدقسمتی ہے کہ وہ ابتدا سے جماعت احمدیہ کی مخالفت کر رہا ہے۔

بہرحال جب اِن لوگوں نے بہت شور مچایا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداتعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! میرے ہاتھ پر اسلام کی تائید میں کوئی ایسا نشان دکھا جسے دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو کہ ایسا نشان انسانی تدبیر اور کوشش سے ظاہر نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں یہ نشان ایسا ہو جو رسول کریم ﷺ اور قرآن کریم کی حقانیت کو روشن کرے اور خدا کا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ چنانچہ خداتعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ آپ ہوشیارپور جائیں اور وہاں اِس مقصد کے لئے دعا کریں۔ اِس پر آپ صرف تین آدمیوں کے ساتھ ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ اِن میں سے ایک کھانا پکاتا تھا، ایک سَودا لاتا تھا اور ایک دروازے پر بیٹھا رہتا تھا تاکہ کوئی شخص آپ سے ملنے کے لئے اندر نہ جائے۔ وہاں ایک مکان میں جو اُن دنوں شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیارپور کا طویلہ کہلاتا تھا آپ فروکش ہوئے۔

اَب یہ مکان ایک معزز ہندو دوست سیٹھ ہرکشن داس صاحب کی ملکیت میں ہے۔ سیٹھ صاحب بڑے بھاری تاجر ہیں۔ اِن کی چین میں بھی تجارت ہے اور بعض دوسرے ممالک میں بھی، اِن کے چائے کے باغات بھی ہیں۔ غرض اس کے بالاخانہ پر بیٹھ کر

آپ چالیس دن مسلسل اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کرتے رہے کہ اے خدا! اسلام کی شوکت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے اظہار کے لئے مجھے کوئی ایسا نشان دے جو لوگوں کے لئے نا قابل انکار ہو اور جس کو دیکھ کر وہی لوگ انکار کر سکیں جو ضد کی وجہ سے ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔ چنانچہ اُس وقت آپ پر وہ الہامات نازل ہوئے جو 20 رفروری 1886ء کے اشتہار میں درج ہیں۔ جس وقت آپ نے یہ اعلان کیا اُس وقت آپ کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا نہ تھا، جبکہ جماعت احمدیہ کا وجود بھی ابھی تک قائم نہیں ہوا تھا۔ یہ اشتہار 1886ء کا ہے اور آپ نے لوگوں سے بیعت اِس اشتہار کے تین سال بعد 1889ء میں لی ہے۔ گویا بیعت سے تین سال پہلے 1886ء میں خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ خبر دی کہ تمہارے ہاں ایک بیٹا ہوگا اور وہ یہ یہ صفات اور کمالات اپنے اندر رکھتا ہوگا جیسا کہ میں ابھی اُن کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کروں گا۔ بہر حال آپ نے یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت شائع فرما دی اور دنیا میں اعلان فرما دیا کہ میرے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کے عروج کا باعث ہوگا۔ جب آپ نے یہ پیشگوئی شائع فرمائی لوگوں نے شور مچا دیا کہ بیٹا ہونا کونسی بڑی بات ہے ہمیشہ لوگوں کے ہاں بیٹے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ حالانکہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب آپ کو یہ الہام ہوا اُس وقت آپ کی عمر باون سال کی تھی اور اُس وقت آپ نے یہ بھی شائع فرما دیا تھا کہ میری اور بھی بہت سی اولاد ہوگی جن میں سے کچھ زندہ رہیں گے اور کچھ بچپن میں فوت ہو جائیں گے اور یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ چار لڑکوں کا میرے ہاں پیدا ہونا ضروری ہے۔ غرض آپ نے یہ پیشگوئی اُس وقت کی جب آپ کی عمر باون سال کی تھی اور 52 سال کی عمر میں خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جن کی آئندہ اولاد ہونی بند ہو جاتی ہے لیکن اگر اولاد ہو بھی تو کون کہہ سکتا ہے کہ میرے ہاں بیٹے پیدا ہوں گے۔ یا اگر بیٹے ہوں تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ زندہ رہیں گے۔ اور اگر بعض بیٹے زندہ بھی رہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ چار ضرور ہوں گے۔ غرض کوئی شخص اپنی طرف سے ایسی بات نہیں کہہ سکتا جب تک خدا اُسے خبر نہ دے۔ بہر حال لوگوں نے اعتراض کیا کہ بیٹا ہونا کونسی بڑی بات ہے لوگوں کے ہاں ہمیشہ بیٹے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں اور کبھی کسی نے اس کو نشان قرار نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ اوّل تو میری عمر اس وقت بڑھاپے کی ہے۔ جوانی میں بھی انسان کی زندگی کا اعتبار نہیں ہوتا مگر بڑھاپے میں تو ایک دن کے لئے بھی انسان وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ زندہ رہے گا کجا یہ کہ وہ اِس قدر لمبا عرصہ رہے کہ اُس کے ہاں چار بیٹے پیدا ہو جائیں۔

پھر اصل سوال یہ نہیں کہ اِس عمر میں بچے پیدا ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ بعض دفعہ سَو سال کی عمر میں بھی انسان کے ہاں بچہ پیدا ہو جاتا ہے لیکن کیا اِس شان کا بیٹا بھی اتفاقی طور پر پیدا ہو سکتا ہے جس شان کا بیٹا پیدا ہونے کی مَیں خبر دے رہا ہوں۔ کیا یہ میرے اختیار کی بات ہے کہ میں بیٹا پیدا کروں اور وہ بیٹا بھی ایسا جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے اور خدا تعالیٰ کا کلام اُس پر نازل ہو۔ اگر ایسی پیشگوئی کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے بنالی تو ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب **نَعُوذُ بِاللّٰہِ** خدا ہیں کیونکہ باتیں آپ نے وہ کہیں جو خدا تعالیٰ کے سِوا اور کوئی نہیں کہہ سکتا اور اگر وہ خدا نہیں اور اگر مرزا صاحب کو خدا قرار دینا یقیناً شرک ہے، وہ اُس کے بندوں میں سے ایک بندے تھے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ باتیں جو انہوں نے کہیں ناممکن ہے کہ کوئی انسان اپنی طرف سے کہے اور پھر وہ پوری ہو سکیں۔ چنانچہ انہی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی یہ بھی تھی کہ وہ لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اِس کے معنی اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سمجھ میں نہیں آئے مگر اِن الفاظ میں جو بات بیان کی گئی تھی وہ 1889ء میں آ کر پوری ہو گئی۔ پیشگوئی میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اُس لڑکے کا نام محمود ہوگا اور چونکہ اُس کا ایک نام بشیر ثانی بھی رکھا گیا تھا اِس لئے میرا پورا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا اور خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ وہ جو پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا یہ اَمر کئی رنگوں میں میرے ذریعہ سے پورا ہو گیا۔ چنانچہ انہی میں سے ایک بات یہ ہے کہ یہ پیشگوئی 1886ء میں شائع کی گئی تھی۔ پس 1886ء ایک، 1887ء دو، اور 1888ء تین اور 1889ء چار ہوئے اور 1889ء ہی وہ سال ہے جس میں میری پیدائش ہوئی۔ پس تین کو چار کرنے والے کا مطلب یہ تھا کہ آج سے چوتھے سال وہ لڑکا تولد ہوگا۔ چنانچہ اِس پیشگوئی کے عین چوتھے سال 12 رجنوری 1889ء کو میری پیدائش ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان شائع کیا کہ وہ جو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی وہ پیدا ہو گیا ہے۔ مگر ابھی اِس بارے میں انکشافِ تام نہیں ہوا کہ یہی وہ لڑکا ہے جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ دیا گیا تھا یا وہ کسی اور وقت پیدا ہوگا اور آپ نے تفاؤل کے طور پر میرا نام بشیر اور محمود رکھ دیا۔

پھر تین کو چار کرنے والی پیشگوئی ایک اور رنگ میں بھی میرے ذریعہ سے پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بیوی سے مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب دو بیٹے ہوئے تیسرا بیٹا ہماری والدہ سے بشیر احمد اوّل پیدا ہوا اور چوتھا مَیں پیدا ہوا۔ گویا پیشگوئی میں بتایا یہ گیا تھا کہ وہ چوتھا بیٹا ہوگا اور اپنی پیدائش کے ساتھ تین بیٹوں کو چار کر دے گا۔

اَب یہ جو پیشگوئی ہے اِس کے دو بہت بڑے اور اہم حصے ہیں۔ پہلا حصہ اِس پیشگوئی کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی تھی کہ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اَب خالی بیٹا ہونے سے آپ کا نام دنیا کے کناروں تک نہیں پہنچ سکتا تھا جب تک ایسے کام آپ سے ظاہر نہ ہوتے جن سے

ساری دنیا میں آپ مشہور ہو جاتے۔ بعض بڑے بڑے مصنف ہوتے ہیں اور وہ ساری عمر تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے ہیں۔ اِس وجہ سے اُن کا نام مشہور ہو جاتا ہے۔ بعض بُرے کام کرتے ہیں اور اِس وجہ سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے چوروں اور ڈاکوؤں کے نام سے بھی لوگ آشنا ہوتے ہیں لیکن بہرحال اُن کی اچھی یا بُری شہرت ساری دنیا تک نہیں ہوتی کسی ایک علاقہ یا ایک حصہ ملک میں اُن کی شہرت ہوتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خبر دی تھی کہ وہ آپ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا۔

پس یہ پیشگوئی اِسی صورت میں عظیم الشان پیشگوئی کہلا سکتی تھی جب آپ کی شہرت غیر معمولی حالات میں ہوتی، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا۔ جب میں پیدا ہوا تو اِس کے دواڑھائی ماہ کے بعد آپ نے لوگوں سے بیعت لی اور اِس طرح سلسلہ احمدیہ کی بنیاد دنیا میں قائم ہوگئی۔

23 مارچ 1889ء کو ہمارے سلسلہ کی بنیاد پڑی ہے اور اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو حالت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ تمام مسلمان آپ کے دشمن تھے۔ اپنے کیا اور بیگانے کیا، رشتہ دار کیا اور غیر رشتہ دار کیا، سب آپ کی مخالفت کرنے لگ گئے یہاں تک کہ گورنمنٹ کی نظروں میں بھی آپ کا دعویٰ کھٹکنے لگا کیونکہ آپ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں مہدی ہوں اور مہدی کے متعلق مسلمانوں میں مشہور تھا کہ وہ کُفّار کا خون بہائے گا۔ پس گورنمنٹ کو شبہ پڑا کہ ایسا نہ ہو اِس کے ذریعہ دنیا میں کوئی فساد پیدا ہو۔ چنانچہ گورنمنٹ کی طرف سے اُس وقت قادیان میں ہمیشہ ایک کانسٹیبل رہتا تھا اور جو شخص بھی آپ سے ملنے کے لئے آتا اُس کا نام نوٹ کر کے وہ گورنمنٹ کو اطلاع دے دیتا اور اگر کبھی کوئی سرکاری افسر احمدی ہو جاتا تو بالا افسر اُسے اشاروں ہی اشاروں میں سمجھاتے کہ گورنمنٹ کی نظر میں یہ فرقہ اچھا نہیں سمجھا جاتا تمہیں اِس میں شامل ہونے سے اجتناب اختیار کرنا چاہئے۔ یہ مخالفت آخر بڑھتے بڑھتے اتنی شدید ہوئی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بچپن سے آپ کے دوست تھے اور ہمیشہ آپ سے تعلقات رکھتے تھے جنہوں نے براہین احمدیہ پر ایک زبردست ریویو بھی لکھا تھا وہ بھی آپ کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں یہ الفاظ لکھے کہ مَیں نے اِس شخص کو بڑھایا تھا اور اَب مَیں ہی اِس کو گراؤں گا۔

اِسی شہر لاہور کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مریض کی عیادت کیلئے سنہری مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور بند گاڑی میں سوار ہوئے۔ اُن دنوں بند گاڑی کو شکرم کہا جاتا تھا۔ جب آپ دہلی دروازہ سے روانہ ہوئے تو وہاں اُن دنوں ایک چبوترہ ہوا کرتا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ اِس چبوترے پر کھڑے ہو کر ایک شخص شور مچا رہا تھا کہ دیکھو! یہ شخص مرتد ہے، کافر ہے، اِس پر پتھر پھینکو گے تو ثواب حاصل ہوگا اور اُس کے اِردگرد بہت بڑا ہجوم تھا۔ جب گاڑی قریب سے گزری تو لوگ آپ پر لعنتیں ڈالنے لگے اور آوازیں کسنے لگے۔ بعض نے آپ پر پتھر بھی پھینکے اور گالیاں دینی شروع کر دیں۔ میرے لئے بچپن کے لحاظ سے ایک عجیب بات تھی۔ میں نے گاڑی سے اپنا سر باہر نکالا اور مَیں نے دیکھا کہ اُس شخص کے پاس جو یہ شور مچا رہا تھا ایک اور شخص کھڑا تھا اور بڑا سا جُبہ پہنے ہوئے تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھی کوئی مولوی ہے مگر اُس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اُس پر زرد زرد ہلدی کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں مَیں نے دیکھا کہ وہ بڑے جوش سے اپنے ٹنڈے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا مرزا نٹھ گیا، مرزا نٹھ گیا۔ گویا وہ اپنے زخمی ہاتھ کو بھی دوسرے ہاتھ پر مار کر یہ سمجھتا تھا کہ وہ ایک ثواب کا کام کر رہا ہے۔

پھر یہیں لاہور میں میلا رام کے منڈوہ میں 1904ء میں آپ کا ایک دفعہ لیکچر ہوا۔ محمود خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس کے والد رحمت اللہ خان صاحب اُن دنوں شہر کے کوتوال تھے انہوں نے پولیس کا بڑا اچھا انتظام کیا مگر پھر بھی چاروں طرف سے اُنہیں اِس قدر فساد کی رپورٹیں پہنچیں کہ انہوں نے چھاؤنی سے گورا سپاہی منگوائے اور آپ کے آگے پیچھے کھڑے کر دیئے۔ پھر مجھے وہ نظارہ بھی خوب یاد ہے جبکہ قادیان میں جس کا واحد مالک ہمارا خاندان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بائیکاٹ کیا گیا اور لوگوں کو آپ کے گھر کا کام کرنے سے روکا گیا، چوڑھوں کو کہا گیا کہ وہ صفائی نہ کریں، کمہاروں کو کہا گیا کہ وہ برتن نہ بنائیں، سقّوں کو کہا گیا کہ وہ پانی نہ بھریں، نائیوں کو کہا گیا کہ وہ حجامت نہ بنائیں، قلعی گروں کو کہا گیا کہ وہ آپ کے برتنوں پر قلعی نہ کریں۔ غرض نہ کوئی صفائی کرتا، نہ کوئی قلعی کرتا بڑی مصیبت سے اِردگرد کے گاؤں والوں سے اِن ضروریات کو پورا کیا جاتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر آپ کی مسجد کے سامنے دیوار کھینچ دی گئی تا کہ کوئی شخص اِس میں نماز پڑھنے کے لئے نہ آ سکے۔

اِسی طرح آپ پر مختلف قسم کے مقدمات دائر کئے گئے اور بڑوں اور چھوٹوں سب نے مل کر چاہا کہ آپ کو مٹا دیا جائے۔ یہاں تک کہ ایک پادری نے آپ پر اقدامِ قتل کا نہایت جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا اور ایک شخص کو پیش کیا جو کہتا تھا کہ مجھے مرزا صاحب نے اِس پادری کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ آخر اِسی شخص نے عدالت کے سامنے اقرار کیا کہ مجھے جھوٹ سکھایا گیا تھا تا کہ کسی طرح مرزا صاحب سزایاب ہوں ورنہ وہ اِس الزام سے بالکل بَری ہیں۔ کرنل ڈگلس جو ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر تھے اُن کے سامنے ہی مقدمہ پیش ہوا اور باوجود اِس کے کہ یہ مقدمہ عیسائیوں کی طرف سے تھا اور اِس بناء پر تھا کہ مرزا صاحب اسلام کی تائید کرتے اور عیسائیوں کو دجّال قرار دیتے ہیں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی عیسائیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف گواہی دینے کے لئے عدالت میں پیش ہوئے۔ یہ وہی شخص تھے جنہوں نے کہا تھا

کہ میں نے ہی مرزا صاحب کو بڑھایا تھا اور اَب میں ہی انہیں گراؤں گا۔

مسٹر ڈگلس جن کے سامنے یہ کیس پیش ہوا (اور جو 25 رفروری 1957ء کو لنڈن میں وفات پاگئے ہیں) پہلے ایسے متعصب عیسائی تھے کہ جب وہ گورداسپور آئے تو انہوں نے آتے ہی اِس بات پر اظہار تعجب کیا کہ ابھی تک اِس شخص کو کیوں گرفتار نہیں کیا گیا جو اپنے آپ کو مسیح موعود کہتا ہے۔لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بٹالہ میں اُن کے سامنے پیش ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہی اُن کی طبیعت پر ایسا اثر پڑا کہ اُنہیں یقین ہو گیا کہ یہ شخص مجرم نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مسٹر ڈگلس ڈپٹی کمشنر نے ڈائس پر اپنے پہلو میں کرسی بچھوائی اور اُس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریف رکھنے کے لئے کہا۔ یہ وہی دن تھا جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت تھی وہ اِس امید پر آئے تھے کہ مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہوئی ہوگی اور وہ ملزموں کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔مگر جب وہ اندر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ مدعی اور اُس کے ساتھی تو باہر کھڑے ہیں اور ملزم کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر اُن کو آگ لگ گئی اور اُنہوں نے ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ میرے لئے بھی کرسی کا انتظام کیا جائے۔ڈپٹی کمشنر نے جواب دیا کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کو کیوں کرسی دی جائے۔ آپ ایک گواہ کی حیثیت سے آئے ہیں اور گواہوں کو کرسی نہیں ملا کرتی۔ اِس پر وہ زیادہ اصرار کرنے لگے کہ نہیں مجھے ضرور کرسی دی جائے۔مسٹر ڈگلس کہنے لگے میں نے کہہ جو دیا ہے کہ آپ کو کرسی نہیں ملے گی۔ اِس پر بھی وہ خاموش نہ ہوئے اور کہنے لگے میں لاٹ صاحب کے پاس ملنے جاتا ہوں تو وہ بھی مجھے کرسی دے دیتے ہیں آپ مجھے کیوں کرسی نہیں دیتے۔ یہ سن کر ڈپٹی کمشنر کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا اگر ایک چوڑھا بھی ہم سے مکان پر ملنے کے لئے آئے تو ہم اُسے بھی کرسی دے دیتے ہیں مگر یہ عدالت کا کمرہ ہے یہاں تمہیں کرسی نہیں مل سکتی۔ وہ اِس پر بھی خاموش نہ ہوئے اور پھر کرسی کے لئے اصرار کرنے لگے۔ آخر ڈپٹی کمشنر نہایت غصہ سے کہنے لگا بک بک مت کر، پیچھے ہٹ اور جوتیوں میں کھڑا ہو جا۔

یہ اُس شخص کا حال ہوا جس نے کہا تھا کہ مَیں نے ہی اِس شخص کو بڑھایا تھا اور اَب میں ہی اِس کو گراؤں گا۔ وہاں سے اپنی ذلّت کرواکے باہر نکلے تو برآمدہ میں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی اُس پر آ کر بیٹھ گئے۔مگر مشہور ہے کہ نوکر آقا کے پیچھے چلتے ہیں۔ چپڑاسی جو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ اندر ڈپٹی کمشنر اِن پر سخت ناراض ہوئے ہیں اُس نے جب دیکھا کہ برآمدہ میں یہ کرسی پر آ کر بیٹھ گئے ہیں تو وہ دَوڑا دَوڑا آیا اور آ کر کہنے لگا مولوی صاحب! کرسی سے اُٹھیے یہاں آپ کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ وہاں سے اُٹھے تو باہر ہجوم میں آ گئے۔ وہاں کسی شخص نے زمین پر چادر بچھائی ہوئی تھی۔ یہ جاتے ہی اُس پر بیٹھ گئے اور خیال کیا کہ جب لوگ مجھے یہاں چادر پر بیٹھا دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ مجھے کمرہ عدالت میں بھی اچھی جگہ ملی ہوگی۔مگر وہ جس نے خدا کے مامور کے متعلق کہا تھا کہ مَیں نے ہی اِسے بڑھایا ہے اور اَب میں ہی اِسے نیچے گراؤں گا خدا نے اُسے یہاں بھی ذلیل کیا۔ابھی وہ چادر پر بیٹھے ہی تھے کہ ایک باغیرت مسلمان دَوڑا دَوڑا آیا اور کہنے لگا میری چادر پلید مت کرو تم ایک مسلمان کے خلاف ایک عیسائی کے حق میں گواہی دینے آئے ہو۔ آخر مولوی صاحب کو وہاں سے بھی ذلّت کے ساتھ اُٹھنا پڑا۔

پھر میں نے خود اِنہی مولوی محمد حسین صاحب کو اِس حالت میں دیکھا کہ عجز اور مَسکنت ان کی صورت سے ظاہر ہوتی تھی۔ میں ایک دفعہ بٹالہ گیا تو وہ کسی کام کے لئے مجھ سے ملنے کے لئے آئے مگر انہیں شرم آتی تھی کہ جس شخص کی ساری عمر مَیں شدید مخالفت کرتا رہا اُس کے بیٹے سے کس طرح ملوں۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ کمرے میں آتے اور پھر گھبرا کر نکل جاتے پھر آتے اور پھر گھبرا کر نکل جاتے چار پانچ دفعہ انہوں نے اسی طرح کیا۔

ہمارے ہاں ایک ملازم ہوا کرتا تھا پیرا اُس کا نام تھا وہ بالکل اَن پڑھ اور جاہل تھا۔ نماز تک اُسے یاد نہیں ہوتی تھی بیسیوں دفعہ اَسے یاد کرائی گئی مگر وہ ہمیشہ بھول جاتا۔ اُسے کبھی تاریں دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بٹالہ بھجوادیا کرتے تھے یا کوئی بلٹی آتی تو اُسے چھڑوانے کے لئے اُسے بٹالہ بھجوادیا جاتا۔ایک دفعہ اِسی طرح وہ کسی کام کے سلسلہ میں بٹالہ گیا ہوا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب اُسے مل گئے۔مولوی صاحب کی عادت تھی کہ وہ اسٹیشن پر جاتے اور لوگوں کو قادیان جانے سے روکا کرتے ایک دن انہیں اور کوئی آدمی نہ ملا تو پیرے کو ہی انہوں نے پکڑ لیا اور کہنے لگے۔ پیرے تم مرزا صاحب کے پاس کیوں رہتے ہو وہ تو کافر اور بے دین ہیں۔ وہ کہنے لگا مولوی صاحب میں تو پڑھا لکھا آدمی نہیں نماز تک مجھے نہیں آتی کئی دفعہ لوگوں نے مجھے سکھائی ہے مگر مجھے یاد نہیں ہوتی پس مجھے مسائل تو آتے ہی نہیں لیکن ایک بات ضرور ہے جو میں نے دیکھی ہے۔مولوی صاحب کہنے لگے وہ کیا؟ پیرے نے کہا میں ہمیشہ تاریں دینے یا بلٹیاں لینے کے لئے بٹالے آتا رہتا ہوں اور جب بھی یہاں آتا ہوں آپ کو یہاں پھرتے اور لوگوں کو ورغلاتے دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص قادیان نہ جائے۔مولوی صاحب! اب تک آپ کی اِس کوشش میں شاید کئی جوتیاں بھی گھس گئی ہوں گی مگر کوئی شخص آپ کی بات نہیں سنتا۔ دوسری طرف میں دیکھتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے حجرے میں بیٹھے رہتے ہیں اور پھر بھی ساری دنیا اُن کی طرف کھنچی چلی جاتی ہے۔ آخر اُن کے پاس کوئی سچائی ہے تبھی تو ایسا ہو رہا ہے ورنہ لوگ آپ کی بات کیوں نہ سنتے۔

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 199 تا 212)

جو کہا اُس نے پورا نشاں ہو گیا

مبارک صدیقی ۔ لندن

اک نئے دَور کا پاسباں ہوگیا وہ کڑی دھوپ میں سائباں ہوگیا
اُس کی خاطر زمیں نے دکھائے نشاں اُس کی خاطر گواہ آسماں ہوگیا

جو کہا اُس نے پورا نشاں ہو گیا

اُس کی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے جبر کے پینترے آزمائے گئے
لاکھ سوچوں پہ پہرے بٹھائے گئے لوگ آتے گئے کارواں ہوگیا

جو کہا اُس نے پورا نشاں ہو گیا

اُس کا دشمن ہوا جو کوئی معتبر دیکھتے دیکھتے ہوگیا دربدر
جو فضاؤں میں تھا آگیا خاک پر حکمراں تھا کوئی بے اماں ہوگیا

جو کہا اُس نے پورا نشاں ہو گیا

اُس کے کوچے سے پھر ریگزاروں تلک ریگزاروں سے پھر مرغزاروں تلک
اُس کی تبلیغ پہنچی کناروں تلک مرجع خاص پھر قادیاں ہوگیا

جو کہا اُس نے پورا نشاں ہو گیا

دل شکستہ تھے اور حالت زار تھی جبکہ طاعون کی ایک یلغار تھی
ہر گلی میں جنازوں کی بھرمار تھی اُس کا گھر ایک دارالاماں ہوگیا

جو کہا اُس نے پورا نشاں ہو گیا

دشمنوں پہ ملی اُس کو فتحِ مبیں اُس کو اس بات کا بھی تھا کامل یقیں
مار سکتی نہیں ہے اُسے یہ زمیں آسماں جس پہ ہو مہرباں ہوگیا

جو کہا اُس نے پورا نشاں ہو گیا

وہ محبت کے نغمات گاتا ہوا دلفگاروں کو دل سے لگاتا ہوا
دلربا، دلنشیں، مسکراتا ہوا عاشقوں کے لئے جانِ جاں ہوگیا

جو کہا اُس نے پورا نشاں ہو گیا

قرآن کریم کی پیشگوئیاں

آخری قسط

لطف الرحمٰن محمود

سویز اور پانامہ نہروں کے جاری کئے جانے کی پیشگوئی

سورت رحمٰن کی درج ذیل آیات میں اس پیشگوئی کا ذکر موجود ہے:

مَرَجَ البحرین یلتقیٰن O بَیۡنَھُمَا بَرۡزَخٌ لا یَبۡغِیٰن O (آیات 21,20)

ان آیات میں اُن سمندروں کا ذکر ہے جو جغرافیائی لحاظ سے ایک دوسرے کے قریب واقع تھے مگر اُن کے درمیان زمین کی آڑ موجود تھی۔ لیکن پیشگوئی کے مطابق ایک ایسا وقت آنا مقدر تھا جب اس خشکی میں راستہ بنا کر ان سمندروں کو ملا دیا جائے گا۔ اگلی آیات میں علیم وخبیر خدا نے ان سمندروں کی ایک اور علامت بھی بیان کر دی۔ یَخۡرُجُ مِنۡهُمَا اللّؤلؤ والمرجان (آیت23) یعنی ان سمندروں سے موتی اور مونگے بھی نکلتے ہیں۔ یہاں بحر احمر (Red Sea) اور بحرِ رُوم (Mediterranean) کا ذکر ہے جو نہر سویز کے بنائے جانے سے 1869ء میں آپس میں ملا دیئے گئے۔ ان سمندروں کا برّ اعظم ایشیا اور برّ اعظم یورپ سے تعلق ہے۔ دو اور سمندر بھی ہیں جہاں ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہے۔ یعنی بحرالکاہل (Pacific Ocean) اور بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean)۔ ان سمندروں کا ایشیاء اور امریکہ کے برّ اعظموں سے تعلق ہے۔ نہر پانامہ کے ذریعے 1914ء میں ان دو سمندروں کو ملا دیا گیا۔ یہ دونوں نہریں، تجارتی جہاز رانی کے حوالے سے غیر معمولی اہمیت اور افادیت کی حامل ہیں۔ ان نہروں کی وجہ سے بحری مُسافت میں ہزاروں میل کی کمی واقع ہوئی اور تجارت کو فروغ نصیب ہوا۔ سورۃ الرحمٰن کی پچیسویں آیت میں جہازوں کے ''اعلام'' یعنی پہاڑوں کی طرح دکھائی دینے کا ذکر ہے۔ آج کل بڑے بڑے بحری جہازوں پر جس طرح کنٹینرلادے جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے اوپر منزل درمنزل رکھا جاتا ہے، ہو بہو ''اعلام'' والا ہی منظر نظر آتا ہے۔ سمندروں کے بیچ میں خشکی کی جو آڑ حائل تھی اُس کا خاکہ بھی ذہن میں موجود رہنا چاہیئے۔ نہر سویز کی لمبائی 100 میل کے لگ بھگ ہے۔ نہر پانامہ کی لمبائی 51 میل ہے۔ نہر سویز کی تعمیر میں بڑی محنت کی گئی۔ اس کی چوڑائی اور گہرائی میں بار بار اضافے کئے گئے۔ مگر نہر پانامہ واقعی انجینئرنگ اور انسانی دماغ کی عظمت کا شاہکار ہے۔ اسے کھودتے وقت اتنی زیادہ مٹی نکالی گئی جس سے بعد میں ایک ڈیم تیار ہو گیا۔ اس سے گزرنے والے جہازوں کو تین مرتبہ پانی کی نچلی سطح سے اُٹھا کر اوپر کی سطح پر لایا جاتا ہے۔ بڑے بڑے بحری جہاز اور ٹینکرز اسی تدبیر سے اس نہر سے گزرتے ہیں۔ یہاں سے گزر کر جہاز جاپان اور چین تک جاتے ہیں۔ اس کی افادیت واضح کرنے کیلئے نیو یارک اور سان فرانسسکو کی درمیانی مسافت کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ یہ فاصلہ 13,000 میل سے کم ہو کر صرف 5,200 میل رہ گیا ہے۔ یعنی اس سیکٹر میں 7800 میل کی کمی واقع ہوئی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ نہر پانامہ سے ہر سال 12,000 جہاز گزرتے ہیں جن پر 270 ملین ٹن کارگو لدا ہوتا ہے۔ (ورلڈ بُک انسائیکلو پیڈیا۔ جلد18 صفحہ 124 ایڈیشن 2008)۔ کم وبیش یہی صورت حال برطانیہ سے ہندوستان جانے والے جہازوں کو پیش آتی تھی جنہیں جنوبی افریقہ کی ''راس اُمید'' (CAPE OF GOOD HOPE) سے گزرنا پڑتا تھا۔ لیکن نہر سویز نے یہ لمبے چوڑے فاصلے ختم کر دیئے۔

مہدیٔ آخر الزمان کی بعثت اور صحابہ کرامؓ کے رنگ میں رنگین ہونے والے آخرین کے ظہور کی پیشگوئی

اس پیشگوئی کا سورۃ الجمعہ کی درج ذیل آیت میں ذکر موجود ہے:

وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ط وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡم۔ (آیت 4)

صحیح بخاری میں اس حوالے سے ایک بڑی واضح حدیث موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ اُتری۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ تو میں نے عرض کیا یہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ میں نے تین بار یہی پوچھا۔ اُس وقت ہم لوگوں میں سلمان فارسیؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اُن پر رکھا پھر فرمایا۔ اگر ایمان ثریا ستارے پر ہوتا (زمین سے اتنا اُونچا) تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے کئی آدمی اس تک پہنچ جاتے یا یوں فرمایا کہ ایک آدمی اُن لوگوں میں سے اس تک پہنچ جاتا''

صحیح بخاری مترجم اردو۔ کتاب التفسیر' (جلد دوم)صفحہ1033ترجمہ از علامہ وحید الزمان صاحب۔ پبلشر۔ جہانگیر بُک ڈپو۔ لاہور۔

حضرت ابوہریرہؓ کے اس چشم دید وضاحتی بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں جب ایمان زمین سے اُٹھ کر گویا ثریّا کی بلندیوں تک پہنچ جائے گا تو ایک فارسی الاصل شخص، اُسے وہاں سے لا کر اُمّتِ محمدیہ کے مخلصین کے دلوں میں منتقل کردے گا۔ اُس مجلس میں عربی النسل صحابہ بھی تشریف فرما تھے مگر حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حضرت ابوہریرہؓ کے تین بار دُہرائے جانے والے سوال کا جواب دیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد بھی مشہور ہے۔ سلمانُ مِنّا اَهلَ البَیتِ۔ حضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کو اپنے ''اہلِ بیت'' میں شمار فرمایا۔ یہ پیشگوئی بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذاتِ اقدس میں پوری ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کے الفاظ حضورؑ پر الہاماً بھی نازل فرمائے۔ اس سے الہامی طور پر ''رجل فارس'' کی تعیین ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلصین کی ایک ایسی جماعت عطا فرمائی جنہیں صحابہؓ کے رنگ میں رنگین ہونے کی توفیق ملی۔ ان میں بعض حضرات کو اصحابِ رسول ﷺ کی جسمانی اولاد ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب حضرت عمر فاروقؓ حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت عثمان غنیؓ، حضرت میر ناصر نواب صاحب اور حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب کو حضرت علی مرتضیٰؓ کی نسل سے ہونے کا شرف حاصل تھا۔ یہ صرف چند مثالیں ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اس طرح بعض اور ''رجال فارس'' کو حضرت مسیح موعود کے خلفاء کی حیثیت سے' ثریا سے واپس لائے جانے والے ایمان کو نسل درنسل قلوب واذہان میں مستحکم کرنے کی توفیق ملی۔ برکات کا یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ یہ بھی دراصل حضرت سیّد المرسلین ﷺ کے فیضانِ رسالت ہی کی تجلیات ہیں۔

ضمناً عرض ہے کہ ثُریّا کا انگریزی نام Pleides ہے۔ جو دراصل سات ستاروں کا جُھرمٹ ہے۔ یہ ایک نیک فال ہے۔ جس طرح ثُریّا سات ستاروں کی وسعت اور ہجوم کا نام ہے اسی طرح اس سے واپس لائے جانے ایمان کو شرق وغرب اور شمال وجنوب میں وسعت اور شوکت نصیب ہو گی، انشاء اللہ۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ الجمعہ کی اس آیت کا اپنی تصانیف میں بار بار ذکر فرمایا ہے۔ جو اس کی ایمان افروز تفسیر پر مشتمل ہے۔ تصانیف کے علاوہ ملفوظات میں اس کا کئی مقامات پر ذکر موجود ہے۔ براہین احمدیہ' ایام الصلح' نزول المسیح' آئینہ کمالات اسلام' حمامۃ البشریٰ' سراج منیر' خطبہ الہامیہ' تحفہ گولڑویہ اور حقیقۃ الوحی وغیرہ سے تمام اقتباسات کو حضور علیہ السلام کی تفسیر میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ قارئین تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہفتم و ہشتم (ایڈیشن 2004) کے صفحات 127 تا152 ملاحظہ فرما سکتے ہیں

حصولِ برکت کیلئے' اختصار کے ساتھ دو اقتباسات پیش خدمت ہیں:

1۔ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ یعنی اُمّتِ محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنے والے ہیں اور حدیثِ صحیح میں ہے کہ اس آیت کے وقت آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پُشت پر مارا اور فرمایا لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنۡ فَارِسَ۔ اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہینِ احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رُو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق مُعیّن نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معیّن کر دیا۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰه (حقیقۃ الوحی صفحہ391حاشیہ)

2۔اللہ جلّ شانہٗ نے ظاہر الفاظ آیت میں وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ کا لفظ استعمال کرکے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہؓ کے رنگ میں ظاہر ہوں گے وہ آخری زمانہ میں آئیں گے۔ایسا ہی اس آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ط کے تمام حروف کے اعداد سے جو 1275 ہیں اس بات کی طرف اشارہ کردیا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے۔اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سنّ میں پورا کرکے صحابہؓ سے مناسبت پیدا کرلے گا۔سو یہ سنّ 1275 ہجری جو آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ط"کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائشِ ثانی اور تولّدِ روحانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس ہوتے ہیں"

(آئینہ کمالاتِ اسلام،روحانی خزائن جلد5،صفحہ 220/219)

8۔عالمی جنگوں کے نتیجے میں خُون خرابے اور ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کے حوالے سے پیشگوئیاں

جنگوں کو ہم تاریخ انسانی کا ایک المیہ کہہ سکتے ہیں۔پرانے زمانے میں جب دست بدست لڑائی کا رواج تھا، تیر،تلوار،خنجر،نیزے بھالے اور کلہاڑے وغیرہ استعمال کئے جاتے تھے۔لیکن اُس دور میں بھی لوگ ہزاروں کی تعداد میں مرتے تھے۔ہندوستان کے ایک بادشاہ،اشوک نے 261 قبل مسیح میں اُڑیسہ پر قبضہ کرنے کیلئے کالنگا کی لڑائی لڑی۔اس میں لاکھوں لوگ مارے گئے۔فتح کے بعد اشوک نے،اس علاقے سے ڈیڑھ لاکھ مردوں اور عورتوں کو جلاوطن کردیا۔یہ سب کچھ کرنے کے بعد بادشاہ نے بدھ مت اختیار کرکے جنگ وجدل سے توبہ کرلی!!146 تا 149 قبل مسیح کارتھیج کی تین سال کی جنگ میں 450,000 لوگ قتل ہوئے۔فاتح رُومیوں نے پچاس ہزار سولین کو غلام بنالیا۔1258ء میں سقوطِ بغداد کے وقت کئی لاکھ مسلمان شہید کردیئے گئے مگر یہ سب کچھ جنگ عظیم اوّل و دوم کے نقصانات کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔جنگِ عظیم اوّل (1914-1918) میں 9 ملین فوجی اور 6 ملین سولین ہلاک ہوئے۔یہ جنگ صرف ایک سیاسی قتل سے شروع ہوئی اور پچیس تیس ملکوں نے مل کر اس کی اتنی بھاری قیمت ادا کی۔پھر جنگ عظیم اوّل، جنگِ عظیم دوم کے مقابلے پر ایک چھوٹی جنگ نظر آتی ہے۔یہ جنگ 1939 سے 1945ء تک جاری رہی۔50 سے زائد ملکوں اور قوموں نے اس جنگ میں حصہ لیا۔یہ جنگ زمین، پانی اور فضا میں لڑی گئی اور اس کے محاذ دنیا کے تین براعظموں ایشیاء، یورپ اور افریقہ میں جابجا قائم کئے گئے۔اس جنگ میں اسلحے کی نئی اقسام کو آزمایا گیا۔پہلی مرتبہ ایٹم بم 2 شہروں پر گرائے گئے۔جنگِ عظیم دوم میں متحارب ملکوں کے 20 ملین فوجی مارے گئے۔ان کے علاوہ تیس سے چالیس ملین سولین بھی مارے گئے۔(ورلڈ بُک انسائیکلو پیڈیا جلد14 ایڈیشن 2011، صفحہ 468)
جنگِ عظیم دوم کے دوران ایٹمی اسلحہ کی صلاحیت صرف امریکہ کے پاس تھی۔اب سات ممالک اس خطرناک کلب کے ممبر ہیں۔جنوبی افریقہ، برازیل اور لیبیا وغیرہ خود ہی رضا کارانہ طور پر اس "گناہ بے لذّت" سے تائب ہوگئے لیکن شمالی کوریا اور ایران اس میدان کا شہسوار بننا چاہتے ہیں۔کہا جاتا ہے اسرائیل نے اعلان کئے بغیر، کئی سو ایٹم بموں کا ذخیرہ کرلیا ہے۔یہ صورت حال امن عالم کیلئے کوئی اچھی علامت نہیں ہے۔اس کا مطلب ہے کہ 1945ء کے مقابلے میں، ہمیں پہلے سے زیادہ خطرناک حالات کا سامنا ہے۔قرآنِ مجید میں ایٹمی اسلحہ کی تیاری کے حوالے سے پیش خبریوں کی شکل میں اشارات موجود ہیں۔جماعت احمدیہ کے خلفائے عظام، بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بعض آیات قرآنی سے استنباط کرکے اس صورتِ حال کی نشان دہی کی ہے۔اس حوالے سے درج ذیل آیات ملاحظہ فرمایئے: سورۃ الدّخان کی آیت 11

فارتقب یوم تأتی السمآء بدُخانٍ مبین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس آیت سے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے اثرات کا استنباط فرمایا ہے۔(تفسیر صغیر صفحہ 656 ایڈیشن 1990ء) جب بھی ایٹم بم پھٹتا ہے تو اُس کی توانائی بہت بڑے مشرُوم کی شکل میں فضا میں بلند ہوتی ہے اور ہر طرف تباہی بکھیر دیتی ہے۔یہاں اِسی "دُخانِ مبین" کا ذکر موجود ہے۔جب جولائی 1945ء میں Manhattan Project کے تحت امریکہ کی ریاست نیومیکسیکو میں ایٹم بم کا دھماکہ کیا گیا تو پہلی مرتبہ یہ "مشروم" دیکھا گیا۔اس کے جلد بعد

6اور 9اگست کو جاپان کے دوشہروں، ہیروشیما اور ناگا ساکی پر ایٹم بم گرائے گئے۔ اگلا ہدف ٹوکیو شہر تھا مگر جاپان نے 14 اگست کو سرنڈر کا اعلان کر دیا۔ ایٹمی مشروم کے حوالے سے سورۃ المعارج کی درج ذیل آیات ملاحظہ فرمائیے:

یَومَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُھْلِ ۙO وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِO (سورۃالمعارج آیات 10,9)

ان آیات میں ایٹمی دھماکے کی حرارت کی شدّت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے گویا آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑوں پر دھنی ہوئی اُون کا گمان ہوگا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان آیات کے حوالے سے درج ذیل نوٹ رقم فرمایا ہے:

''ایسی ایجادیں نکل آئیں گی جیسے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کہ جن کے گرنے سے پہاڑوں جیسی چیز بھی روئی کے گالوں کی طرح اُڑ جائے گی''۔ (تفسیر صغیر صفحہ771، ایڈیشن1990ء)

ہیروشیما اور ناگا ساکی میں عملاً ایسا ہی ہوا ہے۔ ناگا ساکی پر ایٹم بم گرانے کی چشم دید روئیداد کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔ ''9 اگست 1945ء کو ناگا ساکی پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ B-29 طیارے کے بمبار کو اچانک بادل میں ایک سوراخ نظر آیا۔ اُس نے اس سوراخ سے شہر پر ایٹم بم گرادیا۔ اس کے نتیجے میں 60,000 فُٹ اونچا آگ اور دُھوئیں کا ایک مشرُوم بلند ہوا۔'' درج ذیل کتاب میں یہ تفصیل اور اس مشروم کی وہ تصویر بھی دی گئی ہے۔ World War II مصنفہ Ron Dick اور Dan Patterson صفحہ 333 ایڈیشن 2004ء پبلشر Boston Hills Press

اس کا مطلب ہے کہ وہ مشروم، کوہ ہمالیہ کی سب سے اونچی چوٹی، ماؤنٹ ایورسٹ سے بھی دوگنا زیادہ اُونچا تھا۔ اس مشروم کی حرارت، تابکاری اور تباہ کُن انرجی سے ناگا ساکی میں کیا بچا ہوگا!!

سورۃ الرحمٰن کی آیت 32 میں دنیا میں قائم ہونے والے دو نظریاتی، سیاسی یا اقتصادی بلاکس اور ان کی جنگی تیاریوں کے حوالے سے اہم اشارات موجود ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نزدیک لفظ الثّقلین سے رُوس اور امریکہ اور ان کے حلیفوں کے گروپ مراد ہیں۔ بالفاظِ دیگر سرمایہ دار اور لیبر گروپ مراد ہیں۔ اسی سورۃ کی آیت 36 کے الفاظ پر غور فرمائیے:

یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ۔ یعنی تم پر آگ کا شعلہ بھی گرایا جائے گا۔ اور پگھلا ہوا تانبا بھی۔ پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ یہاں کاسمک ریز اور بموں کی طرف اشارہ ہے (تفسیر صغیر صفحہ713ایڈیشن1990ء)

جاپان کے شہروں پر ایٹم بم B-29 طیارے سے گرائے گئے تھے۔ اب میزائل ٹیکنالوجی میں بہت پیش رفت ہو چکی ہے۔ اب ایٹم بموں کو میزائیلوں کے ذریعے سے ہزاروں میل کے فاصلے سے بھی بھیجا جاسکتا ہے۔ بعض ایسے میزائل دشمن کے اہداف کا نشانہ لے کر زمین پر ایستادہ ہیں۔ بعض زیرِ زمین پناہ گاہوں میں موجود ہیں، بعض پانی کے اندر ہیں، اور بعض آبدوزوں کے اندر ''بزن'' کے حکم کے منتظر ہیں۔ یہ ہیبت ناک خبریں اُس وقت دی گئیں جب پسندیدہ سامانِ جنگ تیر، تلوار، خنجر، اور نیزہ ہی تھا۔ جب وقت آیا تو سب کچھ اسی طرح ظہور میں آ گیا۔ ہر قرآنی پیشگوئی کی یہی شان ہے

ع ٹلتی نہیں وہ بات خُدائی یہی تو ہے

ریسرچ کے نام پر قبروں کے اُکھیڑے جانے کی پیشگوئی

ماہرین کا خیال ہے کہ انسانی مُردوں کو دفن کرنے کا سلسلہ ساٹھ ہزار سال پُرانا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فرانس میں ایک خاتون کی 16,000 سال پرانی قبر دریافت ہوئی ہے لیکن مشاہیر میں سے فراعنہءِ مصر کے مقابر کی مثال دی جاسکتی ہے۔ جن پر ماہرین نے تحقیق کے نام پر کدالیں چلائی ہیں۔ سپین اور جنوبی امریکہ کے ملک پیرو میں بھی ایسے قدیم قبرستان دریافت ہوئے ہیں۔ پرانے مقابر سے کئی چیزیں تحریریں اور تصویریں ملی ہیں جن سے قدیم کلچر، تمدن، رہن سہن کے طریقوں اور مذہبی

عقاید ونظریات کا بھی کسی قدر اندازہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کھدائی کا مقصد لُوٹ مار نہیں بلکہ علم کا افہام وادراک اور ترویج ہے۔ یہی مدعا و مقصد سورۃ الانفطار کی آیت 5 میں پیشگوئی کی شکل میں موجود ہے۔ وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ یعنی جب قبریں اُکھیڑ کر ادھر اُدھر بکھیر دی جائیں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس آیت درج ذیل نوٹ رقم فرمایا ہے۔ ''پرانے فراعنہ کی قبریں کھود کران کی ممیاں فرانس' رُوس اور انگلستان پہنچادی جائیں گی'' (تفسیر صغیر صفحہ 808 ایڈیشن 1990)

حضورؓ نے مثال کے طور پر مصری ممیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ ریسرچ کا کام اس حوالے سے مصر میں ہوا ہے۔ وہاں 3,000 سال تک فرعونوں کے 30 خاندانوں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی۔ ان فرعونوں کی تعداد 157 بنتی ہے۔ ان میں سے بعض لاولد بھی مرے مگر بعض کے ہاں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ لڑکے بھی ہوئے۔ ظاہر ہے ازواج کی بھی کمی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے شاہی خاندانوں کی اکّا دُکّا قبریں نہیں، مقبروں کے سلسلے دریافت ہوئے ہیں۔ مؤرخین نے انہیں Valley of Kings کا نام دیا ہے۔ یہ مقبرے Luxor کے علاقے میں پائے گئے۔ اس موضوع پر John Romer کی ایک کتاب میرے پاس بھی ہے جس میں فاضل مصنف نے نقشوں اور تصاویر کے ساتھ ان مقابر کی تفصیل دی ہے۔ دُنیا بھر میں اس موضوع پر وسیع تحقیقی کام ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے ممالک کے عجائب گھروں میں بھی مصری ممیاں موجود ہیں۔ بعض ممیوں کو عارضی نمائش کیلئے بھی دوسرے ممالک میں بھجوایا جاتا ہے۔ حال ہی میں اٹھارویں Dynasty کے فرعون' Tutankhamen (جسے اختصار سے "King Tut" کہا جاتا ہے) کی ممّی اور اس کے مقبرے سے برآمد ہونے والے سامان کے نمونے نمائش کیلئے ٹیکساس کے شہر ہیوسٹن بھجوائے گئے۔ احقر نے اس نمائش سے علمی استفادہ کیا۔ یہ فرعون 19 سال کی عمر میں دُنیائے فانی سے گزر گیا اور اُسے بڑے اہتمام کے ساتھ 5,000 تحائف اور زیرِ استعمال اشیاء سمیت دفن کیا گیا۔ اس کی ممی اوپر تلے چار تابوتوں میں رکھی گئی۔ اندرونی تابوت سونے کا بنا ہوا تھا ایک تابوت پتھر کا تھا۔ یہ تابوت اور باقی سامان چار کمروں میں سمائے۔ تدفین کے بعد مقبرہ سیل کر دیا گیا جو صدیوں تک تاریخ کی آنکھ سے اوجھل رہا۔ اور 1922ء میں دریافت ہوا۔ اس فرعون کے زیورات اور زیرِ استعمال چیزوں میں سے بہت سی اشیاء ہیوسٹن لائی گئیں۔ اور ان کے مفصل تعارف کا اہتمام بھی کیا گیا۔ ایکسرے (X-Ray)، DNA اور کیٹ سکین وغیرہ جدید ٹیکنالوجی، میڈیکل ریسرچ کو آگے بڑھاتی ہے۔ DNA ٹیسٹوں کے ذریعے فرعون ٹٹ کے والدین' بلکہ اُس کی دوکم سن بیٹیوں کی شناخت بھی کرلی گئی۔ بلکہ 3500 سال قبل مرنے والے اس فرعون کی موت کا سبب بھی معلوم کرلیا گیا۔ ان ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ کنگ ٹٹ ملیریا بُخار سے فوت ہوا۔

قدیم عمارات اور شہروں کی کُھدائی بھی اس آیت کے مفہوم کے تابع ہے۔ مختلف ممالک میں اس مقصد کیلئے ''محکمہ آثارِ قدیمہ'' پایا جاتا ہے جو مستقل بنیادوں پر پرانی تہذیبوں کی ریسرچ کا کام کرتا ہے۔ مصر کے علاوہ عراق، وادیٔ سندھ، جنوبی امریکہ، اور قدیم چین سے بھی ایسے کھنڈرات اور باقیات کا سُراغ ملا ہے۔
سائنسی ماہرین لاکھوں سال قبل پائے جانے والے بعض جانوروں کے Fossil دریافت کرتے رہتے ہیں۔ یہ ان جانوروں کی ''قبریں'' ہیں۔ جن کی ''کُھدائی'' سے علم کے نئے اُفق روشن ہو کر سامنے آئے ہیں۔ حال ہی میں چلّی میں سمندر کے قریب واقع صحرا (Atacama Desert) میں دوملین سال پرانی 75 وہیل مچھلیوں کے ڈھانچے ''فاسل'' کی صورت میں ملے ہیں۔ سائنس دان اس دریافت پر بے حد خُوش ہیں۔ قدرتی وسائل کی وزیرنے خود صحرا میں جا کر اُن ڈھانچوں کو دیکھا۔ اگرچہ یہ فرعونوں اور ہامانوں کی قبریں نہیں' مگر ان وہیل مچھلیوں کے بارے میں سائنس دانوں کے درج ذیل ریمارکس پر غور فرمائیں:

"World's Best Preserved Graveyard of Prehistoric Whales"

(بحوالہ آسٹن امریکن سٹیٹسمن' 27 نومبر 2011 صفحہ D-1)

10۔ آخری زمانے میں دوزخ کے بھڑکائے جانے اور جنت کے قریب کرنے کی پیشگوئی

مندرجہ بالا پیشگوئی' سورۃ التکویر کی درج ذیل دو آیات سے اخذ کی گئی ہے:

وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ O وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ O (آیات13-14)

ترجمہ: جب دوزخ کو بھڑکایا جائے گا اور جنّت کو قریب کر دیا جائے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے ان آیات پر یہ نوٹ تحریر فرمایا ہے۔" آخری زمانے میں گناہ بہت بڑھ جائے گا اور ان گناہوں کے بڑھنے کی وجہ سے دوزخ انسان کے قریب آجائے گا" (تفسیر صغیر صفحہ 806، ایڈیشن1990ء)

یعنی اُس زمانے میں گناہ کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگ نہ صرف یہ کہ گناہ پر دلیر ہو جائیں گے بلکہ گناہ پر ندامت اور شرمندگی محسوس کرنے کی بجائے وہ ان کا مرتکب ہونے پر فخر کریں گے بلکہ فُحش کی اشاعت پر خوش ہوں گے۔

ہم جنس پرستی، طوائفیت اور اس قسم کے گناہوں کو کسی مذہب نے بھی نہیں سراہا بلکہ الہامی شریعتوں میں ان کی روک تھام کیلئے سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ اس حوالے سے بائبل کی سزائیں بہت سخت ہیں۔ قرآن مجید میں بھی حدود اور تعزیرات موجود ہیں۔ مگر موجودہ دور میں' گناہ کے آگے بند باندھنے کی بجائے شریعتوں کے احکام کے علی الرغم حقوق انسانی کے نام پر، ان جرائم کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ حیاتِ انسانی کے جنگل میں لگی ہوئی اس "آتشِ نمرود" کے شعلوں کی تُندی دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔

طوائفیت انسانی معاشرے میں ایک لعنت کے طور پر ہزاروں سال سے موجود ہے۔ مگر عہدِ حاضر میں اسے نہ صرف یہ کہ قانونی تحفظ فراہم کیا جارہا ہے بلکہ معاشرتی احترام اور وقار دینے کیلئے راہ ہموار کی جارہی ہے۔ اس پیشے میں ملوّث عناصر کے لئے اب "سیکس ورکرز" کی اصطلاح وضع کرالی گئی ہے۔ چونکہ ان سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے لہٰذا Unionized گروپس کی طرح ان کے حقوق بھی معیّن کئے جارہے ہیں۔ یورپ کے بعض ممالک میں" ریٹائرمنٹ" کے بعد اُنہیں بھی پنشن اور گریجوئٹی کی طرح کی مراعات دینے پر غور کیا جارہا ہے۔ اب تو یہ حال ہے کہ ہم جنس پرستوں کی تنظیمیں دفاتر اور مراکز ہیں۔ اُن کے اخبارات اور جرائد نکلتے ہیں۔ نیز کتابیں Source Books اور انسائیکلوپیڈیا بھی ہیں۔ حتّٰی کہ قوسِ قزح کے رنگوں پر مشتمل ان کا پرچم بھی ہے۔ کیا اس سے پہلے چشمِ فلک نے ایسے مناظر دیکھے ہیں؟

یہ سب کچھ مستقبل کیلئے خطرے کی ایک گھنٹی ہے۔ حقوقِ انسانی اور آزادیٔ اظہار کے نام پر انسان راہِ اعتدال سے دُور جا پڑا ہے۔

انٹرنیٹ کے وسیلے سے علم کی اشاعت' بلکہ تبلیغِ حق کے نئے مواقع سامنے آئے ہیں۔ لیکن اسی انٹرنیٹ کے غلط استعمال نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے۔ پورنوگرافی کے ویب سائیٹس کے فحش مناظر تک بھی لوگوں کی رسائی ہوگئی ہے گوگل کی ایک رپورٹ میں فحش مناظر بکثرت دیکھنے والے ممالک کی ایک فہرست سامنے آئی ہے۔ مجھے اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر دلی قلق ہوا۔ ایسے چوٹی کے 10 ممالک میں 8 مسلم ممالک تھے۔ جن ممالک نے دُنیا کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دینا تھا وہ خود اس سیلابِ بلا میں بہہ گئے۔ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔ اس فہرست میں اوّلیت کا مقام پاکستان نے حاصل کیا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ پاکستان کو" اسلام کا قلعہ" مانا جاتا ہے۔ ہر گلی کوچے میں اگر ایک طرف مسجد ہے تو دوسری نکڑ پر دینی مدرسہ قائم ہے۔ مسجدوں کے میناروں پر چھ چھ سات سات لاؤڈ سپیکر نصب ہوتے ہیں۔ میدان اور کہسار اذانوں سے گونجتے ہیں۔ پھر وہاں کی دینی تقریبات' جلسے' جلوس' ریلیاں' عُرس' مولود شریف' درود وسلام اور پھر چادریں' برقعے اور حجاب ان سب کی گہری چھاپ بھی ہے۔ اس کے باوجود یہ اولیت کا اعزاز خدا کی دین ہے!! ع

تڑپے ہے مرغِ قبلہ نُما آشیانے میں

ان تمام کوائف اور مثالوں سے ان شعلوں کی حدّت کا ادراک کیا جاسکتا ہے۔ اس ادراک کے بعد وَاِذَاالْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ کو سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس ماحول میں نیکی نایاب اور کمیاب ہی ہوگی۔ ایسے ماحول میں ایمان تقویٰ سے تمسک، نیز اخلاق حسنہ اور عائلی اقدار سے وابستگی پر اجرِ عظیم مترتب ہوگا۔ گناہ کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں نیکی کے چھوٹے چھوٹے جگنوؤں کی چمک بھی غنیمت سمجھی جائے گی۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں شیطان اور ملائکہ صفت انسانوں کی آخری جنگ ہوگی۔ اتعالیٰ اہلِ ایمان کی نصرت فرمائے، آمین۔ البتہ بعض احادیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ قیامت اشرار پر برپا ہوگی۔ رہ رہ کر انجام بخیر کی دُعا ہی لب پر آتی ہے!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

''جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

(النور:56)

یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے''۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 5)

''چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزماں اِس کے سر پر پیدا ہو اور اُس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اُس کے لئے بطور ظل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الفِ آخر بھی''۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ 7)

حقیقی احمدیوں سے خدا تعالیٰ کا وعدہ۔۔۔۔آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (آل عمران:56)۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے'' (کہ میں جو مسیح بن کر آیا ہوں، مسیح موعود مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی بشارت دی ہے۔) ''اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجے میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ مَیں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہوگے،) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ اَور مَیں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد1 صفحہ65-64۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 20جنوری 2010ء حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت یسوع مسیح علیہ السلام خدا نہیں ہو سکتے

کیونکہ مردے تو اور لوگوں نے بھی زندہ کئے تھے

مظفر احمد درّانی، فاضل عربی

مذہب ہمیں محبت، پیار اور دوسروں کے جذبات، اعتقادات اور ایمانیات کا احترام سکھاتا ہے۔ایک دوسرے کے مذہب کا مطالعہ بھی وسعتِ علم اور موازنۂ تعلیمات سے نوازتا ہے۔ از روئے بائبل حضرت یسوع مسیحؑ کی خدائی کے امکانات کا جائزہ لیتے وقت ایک مسیحی دوست نے دلیل پیش کی کہ چونکہ آپ نے مردے زندہ کئے، جو مردے زندہ کرے وہ خدا ہوتا ہے۔اس لئے یسوع مسیحؑ خدا ہیں۔

مُردوں کا زندہ ہونا

مسیحی دوست کے سوال سے مجھے دو خوشیاں پہنچی ہیں ۔ایک یہ کہ اس نے ہمارے مضمون کا مطالعہ کیا اور دوسرے یہ کہ اس نے اپنے مافی الضمیر کو ادا کیا ہے جس کا ہر شخص کو حق حاصل ہے۔مذکورہ بالا سوال کے جواب میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ بائبل کی کون سی آیت بتاتی ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے والے کو خدا کہا جاتا ہے؟ کوئی بھی تو نہیں ہے۔اگر اس مسیحی اصول کو مان لیا جائے تو کیا وہ سارے لوگ خدا قرار پائیں گے جنہوں نے مردوں کو زندہ کیا؟ مثلاً بائبل میں لکھا ہے کہ

ا۔ ’’(الیشع) اوپر چڑھ کر اُس (مردہ) بچے پر لیٹ گیا اور اس کے منہ پر اپنا منہ اور اس کی آنکھوں پر اپنی آنکھیں اور اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے اور اس کے اوپر پسر گیا۔ تب اس بچے کا جسم گرم ہونے لگا، پھر وہ اُٹھ کر اس گھر میں ایک بار ٹہلا اور اوپر چڑھ کر اس بچے کے اوپر پسر گیا اور وہ بچہ سات بار چھینکا اور بچے نے آنکھیں کھول دیں۔‘‘

(2سلاطین باب 4 آیات 34 تا 35)

پس الیشع نے مردہ بچے کو زندہ کر دیا بلکہ ایک دوسرا مردہ آپ کی قبر میں صرف آپ کی ہڈیوں کے مس سے ہی زندہ ہو گیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

ب۔ ’’اور ایسا ہوا کہ جب وہ ایک آدمی کو دفن کر رہے تھے تو ان کو ایک جتھا نظر آیا سو انہوں نے اس شخص کو الیشع کی قبر میں ڈال دیا اور وہ شخص الیشع کی ہڈیوں سے ٹکراتے ہی جی اُٹھا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔‘‘

(2سلاطین باب 13 آیت 21)

ج۔اسی طرح حزقی ایل نے بھی مردے زندہ کئے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

’’تب اس نے مجھے فرمایا کہ نبوت کر، ہوا سے نبوت کر اے آدم زاد اور ہوا سے کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ اے آدم تو چاروں طرف سے آ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ زندہ ہو جائیں۔پس میں نے حکم کے مطابق نبوت کی اور ان میں دم آیا اور وہ زندہ ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئیں، ایک نہایت بڑا لشکر۔‘‘

(حزقی ایل باب 37 آیات 9، 10)

پس اگر عیسائی دوستوں کے نظریہ و اصول کے مطابق مردے زندہ کرنے والا خدا ہوتا ہے تو کیا الیشع اور حزقی ایل بھی عیسائیوں کے نزدیک خدا ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو یسوع مسیح علیہ السلام بھی اس من گھڑت اصول کے مطابق خدا نہیں ہو سکتے کیونکہ جو صفات دوسروں کو خدا نہیں بناتیں وہ یسوع مسیح علیہ السلام کو بھی خدا نہیں بنا سکتیں!!!

مُردوں کے زندہ ہونے کا مطلب

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ کوئی مردہ زندہ ہو کر اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کی اس دنیا میں واپسی کو حرام قرار دیا ہے۔(سورۃ الانبیاء آیت 96) بلکہ ان کا زندہ ہونا قیامت کے دن اخروی زندگی کے لئے ہوگا۔ (سورۃ المومنون آیات 16-17) بائبل بھی اس مضمون کو بیان کرتی ہے کہ مردے زندہ ہو کر اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتے۔لکھا ہے:

’’جیسے بادل پھٹ کر غائب ہو جاتا ہے ویسے ہی وہ جو قبر میں اترتا ہے پھر کبھی اوپر نہیں آتا وہ اپنے گھر کو پھر نہ لوٹے گا، نہ اس کی جگہ اسے پھر پہچانے گی۔‘‘

(ایوب باب 7 آیات 9-10)

پس جن مردوں کے زندہ ہونے کا ذکر ہے وہ روحانی مردے تھے۔تمام انبیاء روحانی مردوں کو زندہ کرنے کیلئے مبعوث کئے گئے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی روحانی مردوں کو زندہ کرنے کی صفت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو ہدایت فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۝ (الانفال: 25) یعنی اے مومنو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات سنو

جب کہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے۔اس آیتِ قرآنی میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مردوں کو زندہ کرنے کی صفت کا ذکر کیا گیا ہے۔جس سے ہر امتی سمجھتا ہے کہ آپ نے جسمانی مردے نہیں بلکہ روحانی مردے زندہ کئے اور ایسے زندہ کئے جو پھر کبھی نہ مرے بلکہ دائمی زندگی پا گئے۔آپ کے ذریعہ لاکھوں روحانی مردے زندہ ہوئے، پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے، آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔یہ ایسا عدیم المثال انقلاب آپ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں اور دن رات کی جہدِ مسلسل کی وجہ سے برپا ہوا۔

بے ایمان لوگوں کے لئے مردہ کی اصطلاح تو بائبل میں یسوع مسیحؑ کی زبان سے بھی جاری ہو چکی ہے۔جب ''ایک شاگرد نے اُس سے کہا اے خداوند! مجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کروں۔یسوع نے اس سے کہا تُو میرے پیچھے چل اور مُردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دے۔''(متی باب 8 آیات 21۔22) اب بتائیں کہ مُردے اپنے مُردوں کو کیسے دفن کر سکتے ہیں؟ صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ روحانی مُردے تھے جن کا ایمان اور ایمان والوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔پس یسوع مسیحؑ نے بھی روحانی مُردے ہی زندہ کئے تھے۔روحانی مُردے زندہ کرنا انبیاء کا مقصد اور ان کی صفت ہے۔

پس ہر لحاظ سے جائزہ لینے کے بعد ثابت ہوا کہ یسوع مسیح علیہ السلام اس وجہ سے بھی خدا نہیں ہو سکتے کیونکہ بائبل کے مطابق اور لوگوں نے بھی مردے زندہ کئے تھے اور وہ زندہ کرنے والے عیسائیوں کے نزدیک بھی خدا نہیں ہیں۔پس جو خوبی اور صفت دوسروں کو خدا نہیں بنا سکتی وہ مسیح کو کیسے خدا بنائے گی؟؟؟

پس قرآن، حدیث اور بائبل کی رو سے مردہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہو سکتا بلکہ اگلے جہاں میں ہی زندگی پائیں گے۔ہاں روحانی اور ایمانی لحاظ سے مردہ لوگ اسی دنیا میں اللہ کے فرستادوں کے ذریعہ زندگی پاتے ہیں۔اس خوبی میں تمام انبیاء شامل ہیں جس کی بنا پر وہ خدا نہیں بلکہ خدا کے پیارے ثابت ہوتے ہیں۔اور اپنی مقصدِ بعثت کو کامیابی سے حاصل کرنے والے۔

خُدّامِ احمدیت

منظوم کلام **حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع** رحمہ اللہ

پھر باغِ مصطفیٰؐ کا دھیان آیا ذُوالمنن کو　　سینچا پھر آنسوؤں سے احمدؑ نے اس چمن کو
آہوں کا تھا بُلاوا پھولوں کی انجمن کو　　اور کھینچ لائے نالے مُرغانِ خوش لحن کو
لَوٹ آئے پھر وَطن کو، خُدّامِ احمدیت

چمکا پھر آسمانِ مشرق پہ نامِ احمدؑ　　مغرب میں جگمگایا ماہِ تمام احمدؑ
وہم و گماں سے بالا عالی مَقامِ احمدؑ　　ہم ہیں غلامِ خاکِ پائے غلامِ احمدؑ
مرغانِ دامِ احمدؑ، خُدّامِ احمدیت

ربوہ میں آجکل ہے جاری نظام اپنا　　پر قادیاں رہے گا مرکز مُدام اپنا
تبلیغِ احمدیت دنیا میں کام اپنا　　دارُالعمل ہے گویا عالم تمام اپنا
پوچھو جو نام اپنا، خُدّامِ احمدیت

اُٹھو کہ ساعت آئی اور وقت جارہا ہے　　پسرِ مسیحؑ دیکھو کب سے جگا رہا ہے
گو دیر بعد آیا از راہِ دُور لیکن　　وہ تیز گام آگے بڑھتا ہی جارہا ہے
تم کو بُلا رہا ہے، خُدّامِ احمدیت

نعت

خانم رفیعہ مجیدؔ، شکاگو ویسٹ

جیدے عشق دا دَم میرا ربّ بھردا
اودے صدقے جان نُوں جی کردا
جس دُرِّ یتیمی دی خاطر
ربّ پیدا ارض وسماء کردا
اوس عرش دے ماہِ تاباں نوں
میرا جان لُٹان نُوں جی کردا

اَیہہ عرش فرش دنیا ساری
جیدے اک نظارے توں واری
طائف وِچ جیدیاں پیراں تے
بدبختاں کیتی سنگ باری

میرا لہولہان اُنّاں قدماں نُوں
چُم چُم مرجان نُوں جی کردا
اَڑیو! مَینوں لکھ دیئو نعت کوئی
میرا ہردم گان نُوں جی کردا

کہیندے رہے صادق اَمین سبھے
اِک پل وِچّ اُڈے یقین سبھے
اَوہدی راہ وِچّ خار بچھا جاندے
شوہدے دشمن بنے کمین سبھے

جَیدی راہاں تے کنڈے بچھدے رہے
میرا اَکھیاں بچھان نُوں جی کردا
اَڑیو! مَینوں لکھ دیئو نعت کوئی
میرا ہردم گان نُوں جی کردا

جیہڑے سجدیاں وِچّ ستائے گئے
سب قہر جینہاں تے ڈھائے گئے
جیہڑے ترسے بُوند نُوں پانی دی
جیہڑے کربل وِچ آزمائے گئے

اُوہناں قدماں دے ہیٹھ دی خاک چُمّاں
نی میرا جان تُوں جان نُوں جی کردا
اَڑیو! مَینوں لکھ دیئو نعت کوئی
میرا ہردم گان نُوں جی کردا

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ

غلام مصباح بلوچ

تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں افرادامریکہ کے تحت دو نام درج ہیں:

(1) حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ

(2) حضرت محمدی بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

یہ دونوں میاں بیوی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے، یہ دونوں بزرگ وجود کبھی امریکہ نہیں آئے ہاں ان کے ایک بیٹے مکرم سید عبدالرحمٰن صاحب 1920ء میں امریکہ آئے اور انہوں نے اپنے دونوں والدین کی طرف سے تحریک جدید کے چندہ کی ادائیگی کر کے ان عظیم المرتبت والدین کو تحریک جدید کے دفتر اول کا حصہ بنایا۔ ان دونوں بزرگوں کا تعارف ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ ولد سید حبیب الرحمٰن صاحب بھارت کے مشہور شہر بریلی کے رہنے والے تھے لیکن کپورتھلہ میں مہاراجہ کے ہاں ملازم تھے وہیں سے 1897ء میں بیعت حضرت اقدس کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور جماعت کے ایک درخشندہ گوہر ثابت ہوئے۔ بریلی مخالفین احمدیت کا ایک گڑھ تھا جہاں علماء نے احمدیوں کے مکمل بائیکاٹ کا اعلان کر رکھا تھا اس وجہ سے آپ کو اور آپ کے خاندان کو بہت کٹھن اور سخت ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ اور آپ کا پورا خاندان اُس کٹھن وقت میں بھی بڑی استقامت سے احمدیت پر قائم رہا، حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحبؓ بریلی کے ان مخالفانہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولویوں نے ہم پر کفر اور مقاطعہ کا فتویٰ لگا دیا تھا، مزید فرماتے ہیں:

''...پھر اس پر بس نہ کرتے ہوئے پانی بھنگی تک بند کرا دیا گیا، گھر پر اینٹیں برسائی گئیں...میں نے گھر میں ایک بہت بڑا گڑھا کھود لیا تھا ہم سب وہاں رفع حاجت کر لیا کرتے تھے چھوٹے بچے جب پانی سے بیتاب ہو کر بلکتے تو میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے میں صبر کرتا، رات کو پانی لانے کی کوشش کرتا لیکن مولویوں نے اپنے گرگے لگا رکھے تھے جو سختی سے پہرہ دیتے جب میں پانی لے کر چلا کرتا تو میرے گھڑے کو پھوڑ ڈالتے۔ ہندو کھاری (پانی لانے والی۔ ناقل) رکھی تو گائے کا گوشت کنویں پر رکھ دیا...''

(الحکم 21/28 جولائی 1936ء صفحہ 7 کالم 2)

ان مصائب اور مخالفت کی شدت کی وجہ سے آپ کا خاندان حضور کی زندگی میں ہی ہجرت کر کے قادیان آ گیا۔ اس مخالفت میں پہلے تو خود آپ کے والد محترم سید حبیب الرحمٰن صاحب بھی شامل تھے لیکن حضور کی دعاؤں سے جلد وہ بھی وابستہ احمدیت ہوئے اور اسی حالت میں وفات پائی، حضرت سید صاحب فرماتے ہیں:

''1897ء کے اخیر میں میں نے بیعت کی۔ میں ان دنوں کپورتھلہ میں تھا اس لیے کپورتھلہ کی جماعت میں میرا نام درج ہے۔ بیعت کے بعد 1901ء میں بریلی گیا جو میرا اصل وطن ہے وہاں میرے والد نے میری سخت مخالفت کی حتیٰ کہ انہوں نے مجھے عاق کر دیا، احمدیوں نے مجھے بہت تسلی دی اور مبارکباد بھی دی اور کہا کہ کوئی خوف کی بات نہیں مگر میرے دل میں ایک گھبراہٹ تھی میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور اس وقت ٹہلتے جاتے تھے اور ساتھ ہی لکھتے جاتے تھے.... مجھے حضور نے فرمایا بیٹھ جاؤ! وہاں کئی پلنگ رکھے تھے میں ایک پلنگ پر سرہانے کی طرف بیٹھ گیا اور حضور پائینتی کی طرف آ کر بیٹھ گئے، میں اٹھنے لگا تو حضور نے فرمایا وہیں بیٹھے رہو تب میں بیٹھ گیا اور میں نے عرض کی کہ حضور میرے والد نے مجھے عاق کر دیا ہے اور حضور کو بھی سخت سست کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

وہ مجھے جو کچھ بھی کہتے ہیں کہیں مگر تم پر ان کی تابعداری فرض ہے۔

میں یہ سُن کر بہت ڈرا اور اپنے والد صاحب سے جا کر صلح کر لی۔ اس کے بعد وہ اپنے پوتے محمد عبداللہ کی پیدائش کی خوشی میں کپورتھلہ آئے تو میں نے ان کے دائیں بائیں حضور کی کتابیں رکھ دیں اور اُن کو مخالفین کی صحبت سے بچایا۔ ایک دن صبح کو وہ فرمانے

لگے کہ میں قادیان کو جاتا ہوں میں نے کہا کہ مجھے تنخواہ مل جائے تو آپ جائیں، فرمانے لگے میری جیب میں ایک دُوَنی ہے میں اسی سے سفر کرلوں گا کیونکہ میں نے گناہ کیا ہے۔ چنانچہ آپ کپورتھلہ سے قادیان تک پیدل ہی آئے اور بیعت کر کے پیدل ہی گئے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت مسیح موعودؑ نے ان کا جنازہ غائب بیت اقصیٰ میں پڑھایا۔''

(الحکم 14 دسمبر 1934ء صفحہ 3)

الحکم 24 جولائی 1901ء صفحہ 15 پر بیعت کنندگان کی فہرست میں آپ کے والد صاحب کا نام حبیب الرحمٰن صاحب بریلی شامل ہے انہوں نے مئی 1906ء میں وفات پائی۔

حضرت سید صاحب کی مفصل روایات اخبار الحکم کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں جن میں سے بعض روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

میرے بچے کا نام عبداللطیف رکھا

میرا ایک لڑکا تھا جو کافی بڑا ہوگیا تھا اور وہ کھیلتا پھرتا تھا مگر میں نے اس کا نام نہیں رکھا، میری نیت یہ تھی کہ میں اسے قادیان لے کر جاؤں گا اور حضرت صاحب سے نام رکھواؤں گا کوئی اسے کسی نام سے پکارتا تھا اور کوئی کسی نام سے۔ ان دنوں صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب کی تازہ ہی شہادت ہوئی تھی حضور کی مجلس میں صاحبزادہ صاحب کا ہی ذکر ہورہا تھا، نیّر صاحب نے یہ کہہ کر بچہ پیش کیا کہ حضور یہ سید عزیز الرحمان صاحب کا بچہ ہے حضور اس کا نام تجویز فرمائیں! حضور نے اس محبت کی وجہ سے جو حضور کو شہید مرحوم سے تھی فرمایا کہ

اس کا نام عبداللطیف رکھ دو

میں اس کو شہید کہہ کر پکارتا تھا اس کی ماں اس بات پر چیں بجبیں ہوتی تھی، خدا کی قدرت کچھ عرصہ بعد اس کا ہیضہ سے انتقال ہوگیا، اس وقت حضور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اسے مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جائے؟ مگر حضور نے فرمایا کہ دوسرے قبرستان میں دفن کردو، وہ لڑکا شہید ہے۔ اس طرح حضور کے منہ کے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہوئے۔

حضور کا سفر دھاریوال

ایک دفعہ میں حضرت صاحبؑ کے ساتھ دھاریوال گیا، حضورؑ ایک مقدمہ کے دوران وہاں گئے ہوئے تھے، ڈپٹی کمشنر دورے پر تھا لوگ حضرت صاحبؑ کے دیکھنے کے اس قدر شائق تھے کہ اس دن کارخانہ بند ہوگیا تھا اور اردگرد کے دیہات کے لوگ بھی دھاریوال میں حضور کے دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تھے لوگوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا، حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے جمعہ پڑھایا..... اور مولوی محمد حسین بٹالوی بھی موجود تھے ان کے پیچھے جمعہ پڑھنے والے صرف بارہ آدمی تھے۔ انگریز مرد اور عورتیں بھی آئی ہوئی تھیں انہوں نے اور ہجوم نے درخواست کی کہ ہم کو حضرت صاحب کی زیارت کرائی جائے ان کی یہ خواہش حضرت کے حضور پیش ہوئی جو حضور نے منظور فرمالی، حضور لوگوں کی خواہش کے مطابق نہر کے پل پر کھڑے ہوگئے اور اس طرح تمام خلقت نے زیارت کی۔

زیور کی قربانی عورتوں کے لیے بڑی قربانی ہے

ایک دفعہ حضرت ام المومنینؓ کی بالیاں حضرت اقدسؑ نے منشی اروڑے خان صاحب کو بننے کے لئے دیں منشی صاحب نے جب وہ بالیاں بنوالیں تو ان کو لے کر قادیان آنے لگے آنے سے قبل انہوں نے میری بیوی کو دکھائیں میری بیوی نے کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنی سونے کی آرسی بھی رکھ دوں میں نے خوشی سے اجازت دی تب انہوں نے وہ آرسی بھی منشی صاحب کو دے دی اور وہ لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے آرسی دیکھ کر اسے اٹھالیا اور فرمایا یہ کیا چیز ہے؟ منشی اروڑے خان صاحب نے عرض کیا یہ عزیز الرحمان کی بیوی نے نذرانہ بھیجی ہے اور یہ ایک زیور ہے جو عورتیں پہنا کرتی ہیں آپ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا:

''عورت کا ایمان اس کا زیور ہے وہ زیور پر اپنی جان تک قربان کر دیتی ہے مگر اس عورت کا ایمان کس قدر زبردست ہے کہ اس نے زیور سی چیز اپنے سے جدا کردی۔''

اس پر بہت سے دوستوں نے مجھے مبارکبادی کے خطوط لکھے۔

حضور قادیان میں کثرتِ آبادی چاہتے تھے

ایک دفعہ حضور سیر کو تشریف لے جارہے تھے بورڈنگ ہائی سکول کے پاس جب پہنچے تو مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی نے ایک نظم سنانے کے لیے اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا ''ہم تو چاہتے ہیں کہ لاہور بھر کی آوازیں یہاں آئیں۔'' ہماری آنکھوں نے دیکھا کہ اب عید اور سالانہ جلسے کے موقع پر اتنی آوازیں آتی ہیں اور اللہ اکبر کی آواز سے سارا میدان اور اردگرد کا علاقہ گونج جاتا ہے۔

حضور کا عفو

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے ایک شخص نے..... جو مخالف تھا ہمارے کچھ گڈے جن پر کوئی چیز لدی ہوئی تھی چھین لیے اور گالیاں بھی دیں، حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ (نانا جان) کو اس پر بڑا غصہ آیا وہ چاہتے تھے کہ اس مخالف کو سزا دیں۔ لوگوں نے کہا کہ اگر حضرت صاحب اجازت دے دیں تو ہم ابھی معاملہ

درست کرلیں گے۔

حضرت میر صاحب غصے کی حالت میں حضرت اقدسؑ کے حضور گئے اور سارا واقعہ بتلایا اورعرض کی کہ ہم ان سے بدلہ لینا چاہتے ہیں۔حضرت اقدسؑ اس وقت ایک خط ملاحظہ فرمارہے تھے جو بیرنگ آیا تھا وہ گالیوں سے بھرا ہوا تھا، وہ خط حضور نے میر صاحب کو دکھایا اور فرمایا کہ ”لوگ ہم کولفافے بھر بھر کے گالیاں دیتے ہیں (چونکہ وہ لفافے بیرنگ ہوتے تھے) اور ہم محصول ادا کر کے گالیاں مول لیتے ہیں آپ سے بغیر پیسے کے بھی گالیاں نہیں لی جاتیں۔“

اس طرح سے حضرت میر صاحب کا بھی غصہ جاتا رہا اور وہ حضور کے بلند اخلاق کو دیکھ کر حیران ہوگئے۔

قلب کس طرح منور ہوتا ہے؟

حضرت اقدسؑ نے ایک دفعہ منشی اروڑے خان صاحب کو ایک کارڈ لکھا اس میں یہ تحریر فرمایا کہ تہجد کے نفلوں میں اِھْدِنا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيم صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تکرار کرنے سے قلب منور ہوتا ہے۔

دو فیصلے

ایک بار حضرت ام المومنینؓ نے صوفی تصور حسین صاحب کی بیوی کو بارہ کرتے سینے کے لئے دیئے میری بیوی نے کہا کہ مجھے بھی بارہ کرتے سینے کو دو اس پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا اتنے میں حضرت اقدسؑ اندر سے تشریف لائے اور تنازعہ سن کر فرمایا کہ ان کو نصف نصف دے دو چنانچہ دونوں کو نصف نصف دے دیئے گئے اور فیصلہ ہو گیا۔

میاں عبداللہ حلوائی بھائی شیر محمد والی دکان پر بیٹھا کرتا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک دوکان میں میاں عمرالدین جان محمد چٹھی رساں کا بھائی دودھ بیچا کرتا تھا، عمرالدین نے دودھ کے علاوہ مٹھائی بھی بنانی شروع کردی، ان دونوں میں جھگڑا ہوگیا۔حضرت کو جب علم ہوا تو حضور نے دادی (منشی شادی خان کی والدہ) کو فرمایا کہ جاؤ عمرالدین سے کہو کہ آج سے کبھی مٹھائی نہ بنانا صرف دودھ بیچنا اور عبداللہ کو کہو کہ صرف مٹھائی بنانا دودھ نہ بیچنا! ایک منٹ میں دونوں کا فیصلہ ہو گیا، دونوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔

کرنل ہنسی کا حضور پر ایمان

پیلی بھیت یوپی میں ایک میجر ہنسی رہتے تھے وہ کرنل ہو کر پنشنر ہوئے، لوہا گھاٹ میں اس کا باغیچہ تھا۔میں نے اس کے نام ریویو آف ریلیجنز جاری کرایا تھا، میرا بھائی سید یامین شاہ اس کے پاس ملازم تھا میں اس کے پاس ملنے گیا اس کا ایک عزیز آنے والا تھا اُس نے دوسری کوٹھی اپنے عزیز کے لیے سجائی تھی، میں ان کے پاس ٹھہرا، اس نے مجھے کہا کہ یہ کوٹھی میں نے اپنے ایک عزیز کے لیے سجائی ہے آپ اس میں ٹھہریں، میں نے کہا کہ میں غریب آدمی ہوں اگر میری چارپائی اصطبل میں بھی ڈال دی جائے تو میں سو رہوں گا میں اس میں نہیں سوتا، آپ اپنے عزیز کا حرج نہ کریں۔اس نے کہا کہ نہیں مجھے تم سے بڑی محبت ہے میں مسیح ناصری اور تمہارے مسیح کو ایک سمجھتا ہوں ذرا فرق نہیں سمجھتا، پھر اس نے حضرت صاحب کو ایک چٹھی لکھی اور سیبوں کا پارسل بھیجا، اس نے کہا کہ میں شراب اور سؤر سے ہمیشہ نفرت رکھتا ہوں۔

تقویٰ اختیار کرو

ایک دفعہ میرے تایا زاد بھائی سید فیروز شاہ صاحب قادیان آئے، وہ قاری بھی تھے اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن شریف سنایا، آپ سن کر بہت خوش ہوئے۔پھر اُنہوں نے عرض کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ رسول خداﷺ کو خواب میں دیکھ لوں، آپ نے فرمایا:

”ہر مومن کی یہ خواہش ہوتی ہے اور ہر دل میں یہ خواہش ہونی چاہیے مگر کفار مکہ تو دن رات دیکھتے رہتے تھے انہوں نے کیا فائدہ اُٹھایا جو آپ اُٹھالیں گے، تقویٰ اختیار کرو اور تبدیلی پیدا کرو خدا سب کچھ دکھا دے گا۔“

حضور کی صحبت کا اثر

ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ ”میری صحبت میں اگر کوئی شخص لڑکا ہو یا طالب علم آ کر رہے پھر اگر اس کو مشرق ومغرب کے علماء مل کر پھیرنا چاہیں تو وہ نہیں پھر سکتا۔“ یہ حضور کی صحبت کا اثر تھا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ واقعی ایسا ہوا۔

اِنّی مھینٌ مَن اَرَادَ اِھانتک کے نظارے

میں نے اس الہام کو مختلف رنگوں میں پورا ہوتا دیکھا ہے۔ایک مولوی صاحب رئیس آدمی تھے، میں دہلی کی جامع مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا کسی نے اُن سے کہہ دیا کہ عزیز الرحمان مرزائی ہوگیا ہے، اُنہوں نے بڑی تبرہ بازی کی، میں نے اُن کو کہا کہ مولوی صاحب میں مباحثہ کرنا نہیں چاہتا مگر میں یہ جانتا ہوں کہ مرزا صاحب کے خلاف کہنے والا عذاب کی موت مرتا ہے۔خدا کی قدرت رات کو ہی ان پر فالج گرا اور صبح کو فوت ہوگئے، وہاں رئیسوں کا قبرستان الگ ہے وہاں ان کو دفن کرنے لے گئے ابھی قبر کُھد ہی رہی تھی کہ بدمعاشوں کی ایک ٹولی نے آ کر ان کے جنازے پر لاٹھیاں برسائیں کہ ہم اس وہابی کو اس جگہ دفن نہیں ہونے دیں گے، یہ 1898ء کا واقعہ ہے۔

الغرض اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے گزرے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کا قصد کیا یا اُن کے خدام کو نقصان پہنچانا چاہا خدا

نے ان کو نیست و نابود کر دیا اور یا پھر ان کو سخت سزا دی۔ لوگوں کے لئے اس میں عبرت تھی اور ہمارے لئے ازدیادِ ایمان ہوتا تھا۔

لفظ توفی پر دلچسپ مناظرہ

ایک دفعہ ایک ہمارے دوست اور عزیز نے لفظ توفی پر بڑا شور کیا اور کہا کہ اس کے معنے ہیں اُٹھالینا اور بھر لینا اور بڑی مخالفت کی۔ میں نے ایک دن خاموشی سے ایک اشٹام منگوایا اور چھپا کر گھر میں رکھ لیا جب وہ مجھے ملنے آئے تو میں نے کہا کہ ایک بیوہ عورت کی جائداد کا کرایہ نامہ لکھ دیجیے آپ کو ثواب ہوگا! اس نے اس کے خاوند کے نام کے ساتھ متوفی لکھ کر کرایہ نامہ لکھ دیا، میں نے وہ کاغذ لے کر قابو کر لیا اور اُسے کہا کہ اب تو تم نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے خدا نے اُسے اُٹھالیا یا بھر لیا! اس پر وہ بڑا گھبرایا اور کاغذ مجھ سے لینا چاہا مگر میں نے کہا کہ اب تو آپ قابو آ گئے۔

(الحکم 14دسمبر 1934ء صفحہ 5-3(14نومبر 1936ء صفحہ 6,7)(7دسمبر 1936ء صفحہ 6)

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ ایک پُر جوش اور نڈر داعی الی اللہ تھے آپ کی زندگی میں تبلیغ کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ بریلی میں ہی جہاں مخالفت کا بازار گرم تھا، لوگوں کے ڈرانے دھمکانے کے باوجود آپ پیغام حق پہنچانے سے باز نہ آتے، ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’....اُس نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ بریلی شہر ہے آپ یہاں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کی کہ رسول خدا ﷺ کے صحابہ نے اپنے خونوں سے اسلام کے باغ کی آبپاشی کی ہے تب ہندوستان تک اسلام پہنچا ہے اور مجھے آپ روکتے ہیں!‘‘

(الحکم 14/21نومبر 1936ء صفحہ 7)

اسی جگہ پر آپ بیان کرتے ہیں:

’’بریلی میں میری مخالفت کی یہ حالت تھی کہ میں جدھر جاتا اُدھر سے لوگ شور مچاتے وہ شیطان جاتا ہے، وہ خبیث جاتا ہے۔ میں جب نکلتا تو بغل میں سلسلہ کے اشتہار دبا لیا کرتا اور ہاتھ میں پنسل لے کر اُسے چاقو سے بناتا جاتا، اشتہار کسی کے ہاتھ میں نہ دیتا بلکہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پھینکتا جاتا، دشمن اُٹھا لیتے اور پڑھتے مگر گالیاں بھی دیتے لیکن میرے قریب نہیں آتے تھے۔‘‘

تبلیغ کرنے کے جہاں آپ کے دیگر رنگ تھے وہاں حضرت اقدسؑ کے بیان فرمودہ نسخے کو بھی خوب آزماتے جس کے متعلق آپ بیان کرتے ہیں:

’’ایک شخص عرب سے آیا اس کا نام عبداللہ تھا اس نے کہا کہ اگر میں عرب میں تبلیغ کروں گا تو لوگ مجھے مار ڈالیں گے! آپ نے فرمایا:

’’ہماری کتابیں گلیوں، کوچوں اور مسجدوں میں ڈال دو۔‘‘ مجھے یہ نسخہ ہاتھ آ گیا میں نے چپکے چپکے بریلی اور منصوری میں اس کو استعمال کیا مجھ سے پہلے ان دونوں شہروں میں کوئی احمدی نہ تھا، اس طرح خوب ترقی ہوئی۔‘‘

(الحکم 14دسمبر 1934ء صفحہ 4 کالم 3)

کوہِ منصوری بھارت کا ایک خوشگوار اور صحت افزا مقام ہے۔ ریاست کپورتھلہ کا ایک محل بنام ’’شاتو‘‘ منصوری میں بھی تھا گرمیوں میں مہاراجہ صاحب اپنے سٹاف کے ساتھ منصوری چلے جاتے حضرت سید صاحب بھی اسٹاف کے ساتھ وہاں پہنچ جاتے تھے یہاں بھی آپ کی تبلیغ احمدیت کا جوش گرم رہا اور آپ کی تبلیغ سے ہی یہاں سب سے پہلے مکرم میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب اور ان کے بڑے بھائی مکرم میاں محمد یٰسین صاحب مرحوم احمدیت میں داخل ہوئے۔ (الفضل 6مارچ 1964ء صفحہ 3 کالم 1) اس بات کا ذکر ’’مباحثہ منصوری‘‘ میں بھی موجود ہے جو 1909ء میں آپ کے قیام کے دوران ہی اور آپ کی کوششوں سے ہوا، مکرم محمد یامین تاجر صاحب منصوری کے احمدیہ احباب متعلق لکھتے ہیں کہ:

’’....اس جلسہ کے بانی مسٹر محمد علی صاحب اور منشی عزیز الرحمان تھے۔ منشی صاحب موصوف اس جگہ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کے ملازم ہیں اور چند سالوں سے اُن کی ڈیوٹی کوہ منصوری پر ہے ان کو خدا تعالیٰ نے سلسلہ حقہ احمدیہ کے واسطے ایک سچا جوش عطا کیا ہے جہاں تک اُن سے ہوسکتا ہے تبلیغ کا کام برابر جاری رکھتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈر کر سب کو حق پہنچاتے ہیں، قادیان سے کتابیں بالخصوص ریویو کی انگریزی اور اردو کاپیاں منگوا کر یہاں کے رہنے والے معزز لوگوں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ منشی صاحب کو علاوہ اس نصرت کے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہجرت کا ایک حصہ بھی عطا کیا ہے کیونکہ دو تین سال سے انھوں نے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ اُن کے اہل و عیال سب قادیان میں ہی رہتے ہیں اور منشی صاحب موصوف ہر سال دو تین دو تین ماہ کی رخصت حاصل کر کے قادیان میں گزارتے ہیں... جس اخلاص اور محبت اور جوش کے ساتھ انہوں نے اسی جلسہ مباحثہ میں خدمت دینی کی ہے وہ دیکھنے والوں کو اُن کے واسطے دلی جوش سے دعا پر آمادہ کرتی ہے۔‘‘

(مباحثہ منصوری صفحہ 28,29 پبلشر: محمد یامین تاجر صاحب۔ مطبوعہ اپریل 1927ء)

1915ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ مدراس کے سفر پر تشریف لے گئے راستہ میں مختلف جگہوں پر تبلیغی اغراض سے قیام کیا، ضلع بدایوں اور متھرا وغیرہ میں احمدیت کی تبلیغ کی سخت ضرورت محسوس کی چنانچہ حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ حصہ ملک کا احمدیت کے حالات سے بکلی ناواقف ہے، میں نے کئی لوگوں سے دریافت کیا متھرا میں کوئی احمدی نہیں اگر منشی عزیز الرحمٰن صاحب جیسے کوئی مستعد آدمی (جن کی کوشش سے بریلی اور منصوری میں جماعتیں بن گئی ہیں) کچھ عرصہ کے لئے متھرا میں دوکان کر لیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیت اور کام میں برکات نازل فرماوے...''

(الفضل 7اکتوبر 1915ء صفحہ 8 کالم 1)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق ومحبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق ومحبت اور آپ کے ساتھ تعلق اخلاص میں احباب کپورتھلہ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے ہر ایک میں عشق احمد کا ایک عجیب رنگ تھا۔ حضرت سید صاحب بھی گو کہ کپورتھلہ کی سرزمین کے نہ تھے لیکن یہاں کے احباب جماعت کو دیکھ کر ہی آپ وابستۂ احمدیت ہوئے تھے اور ان کی صحبت میں رہ کر آپ پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق ومحبت کا فدایانہ رنگ چڑھ گیا تھا آپ تو بس اس شمع رخ انور کی دید کے بھوکے تھے اور اس محبوب کی ایک ایک بات آپ کو بھاتی تھی۔ ایک سوال'' آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کون سی ادا پیاری لگی؟'' کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

''ہر ایک شخص یہی خیال کرتا تھا کہ حضور مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں، حضور کی محبت کی یہ شان مجھے بہت پیاری لگتی اور حضور کا پگڑی باندھنا اور پگڑی کے پیچ مجھے بہت ہی بھاتے۔''

(الحکم 26مئی 1935ء صفحہ 25روایت نمبر 28)

حضرت اقدس کی محبت کا ہی یہ عالم تھا کہ آپ نے قادیان میں مقیم اپنے داماد حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحب رضی اللہ عنہ کی یہ ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ قادیان کے حالات باقاعدگی سے مجھے لکھتے رہا کرو چنانچہ حضرت نیر صاحب اس پر عمل کرتے رہے، حضور کی کتاب حقیقۃ الوحی میں'' سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ 28/فروری 1907ء کے قبل از وقت سننے کے گواہ'' کے تحت حضرت نیر صاحب کا نام عبدالرحیم فورتھ ماسٹر درج ہے جہاں آپ کی گواہی ''مَیں نے سُنا اور اُسی روز خط منصوری لکھ دیا'' کے الفاظ میں درج ہے (روحانی خزائن جلد 22صفحہ 490,491) منصوری خط لکھنے سے مراد حضرت سید صاحب کو اطلاع دینا ہی ہے۔

اکثر لوگ آپ کے ایام ملازمت میں آپ کو میرزا جی کہنے لگے تھے آپ کے بھائی ہمیشہ ناراض ہوتے کہ تم میرزا جی کہنے پر مت بولا کرو مگر آپ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اس سے بڑی مسرت اور خوشی ہوتی ہے۔

آپ کی عفت اور پاکیزگی

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ آپ کی عفت اور پاکیزگی کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ جو ہز ہائنس مہاراجہ کپورتھلہ کے معتمدین میں سے تھے وہ حکومت میں حصہ نہ رکھتے تھے بلکہ ان کے پرسنل سٹاف میں تھے لیکن ان کی نیکی و ایمانداری کا ہر چھوٹا بڑا قائل تھا۔ مہاراجہ کے محلات میں تو ایک خفیف انسان تھے اور ان کو بعض اوقات بڑے بڑے امتحانات پیش آئے مگر یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ حضرت یوسفؑ کی طرح عفیف رہے۔

(حیات احمد جلد اول نمبر سوم {1889ء تا 1892ء} صفحہ 19,20 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

کپورتھلہ کی ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ قادیان چلے آئے جہاں آپ کے بیوی بچے پہلے ہی ہجرت کر کے آچکے تھے اور باقی عمر قادیان میں گزاری، آپ کی رہائش محلّہ دارالفضل میں تھی۔ قادیان میں ذریعہ معاش کے طور پر کسی معمولی سے معمولی کام کرنے سے بھی عار نہ کرتے تھے کبھی ہوٹل کھولا اور کبھی دودھ کی دکان کی اور یہ سب کام آپ نے اس لئے کئے کہ کسی طرح قادیان میں رہنے کی توفیق ملی رہے یہ عشق کی آگ ہی تھی جو آپ سے یہ کام کراتی تھی کہ دیار محبوب سے الگ نہ ہوں۔ ملکانہ میں ارتداد کے زمانے میں آپ نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنا نام مجاہدین برائے انسداد فتنہ ارتداد میں لکھوایا اور اس غرض کے لئے کئی ایام میدان عمل میں گزارے۔

(الفضل 17مئی 1923ء صفحہ 12)

آپ ابتدائی موصیان میں سے تھے آپ کا وصیت نمبر 280 تھا۔ آپ نے 17 جولائی 1936 کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں ابدی نیند سوئے۔

آپ کی اہلیہ حضرت محمدی بیگم صاحبہ بھی نہایت مخلص اور دیندار عورت تھیں اپنے خاوند کی بیعت کے بعد جلد آپ بھی احمدیت سے وابستہ ہوگئیں۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ نے تقویٰ وطہارت میں بہت ترقی کی اور اپنے بچوں کو احسن رنگ میں تربیت

دی اور انہیں بچپن ہی سے نیک اور پاکیزہ ماحول میسر کیا، آپ کے خاوند چونکہ ملازمت کے سلسلے میں کپورتھلہ ہوتے تھے اور پیچھے گھر کی نگہداشت اور انتظام آپ ہی کے سپرد تھا آپ نے نہایت عمدگی سے اسے نبھایا۔ مخالفتِ احمدیت کے پُرمصائب دور میں آپ اپنے بچوں کے ہمراہ تنہا ایسے کٹھن مراحل کا مقابلہ کرتی رہیں۔ آپ کی بیٹی حضرت سیدہ نصرت بانو صاحبہ بیان کرتی ہیں:

''گھر میں بیعت کی اولیت کا شرف والد صاحب کو اور ہجرت کا والدہ صاحبہ کو تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے پر تمام لوگ والدین کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے حتٰی کہ والدین کے اعزّہ و اقارب بھی۔ گیارہ مولویوں کا فتویٰ ہمارے دروازہ پر لگا دیا گیا کہ یہ لوگ بے دین ہو گئے ہیں اس لئے ان کا مقاطعہ کیا جاتا ہے ان کے ہاں کسی فقیر کا خیرات لینا بھی اتنا بڑا گناہ ہے جیسا کہ اپنی ماں، بہن سے برا کام کرنا غرضیکہ سقّے، بھنگی اور آٹا پیسنے والی نے کام ترک کر دیا اور دھوبی معذرت کر کے چلا گیا والد صاحب ان دنوں ریاست کپورتھلہ میں بطور منشی ملازم تھے حساب کتاب کا کام سپرد تھا۔ والدہ صاحبہ بچوں کے ہمراہ تنہا تھیں سو سب سے زیادہ دقت پانی کی ہوئی اس لئے ہندو عورتیں آب رسانی کے لئے مقرر کی گئیں جن کو لوہے اور تانبے کے گاگر خرید کر دئے گئے کیونکہ مٹی کے گھڑے اول تو وہ چھوتی نہ تھیں نیز ان کے ٹوٹ جانے کا خطرہ تھا مگر یہ انتظام بھی بیکار کر دیا گیا کیونکہ غیر احمدی مسلمانوں نے گائے کے گوشت کے ٹکڑے کنویں پر رکھنے شروع کر دیئے اس لئے والدہ صاحبہ کو خود اپنی بچیوں کے ہمراہ آدھی رات کو پانی بھرنا پڑتا......

والدہ صاحبہ بہت باہمت خاتون تھیں آپ نے تنہا بچوں سمیت قادیان ہجرت کر لی آپ ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاں آمد و رفت رکھتی تھیں حضورؑ آپ کی بہت عزت کرتے اور سیدانی کہہ کر مخاطب ہوتے....

والدہ صاحبہ اول تو روزانہ ورنہ دوسرے تیسرے دن ضرور حضور کی خدمت میں حاضر ہوتیں، جب دیر سے جاتیں تو وجہ پوچھتے، بچوں کا حال دریافت فرماتے۔ یہ تمام باتیں میں نے والدہ صاحبہ کی زبانی سنی ہیں کیونکہ میں اس وقت ایک سال کی تھی۔''

(اصحاب احمد جلد دھم صفحہ 7,8 حاشیہ از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ناشر احمدیہ بک ڈپو ربوہ پاکستان 1961ء لاہور آرٹ پریس لاہور)

حضرت محمدی بیگم صاحبہ سلسلہ کی مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں، احمدیت کے آغاز میں ہی جبکہ جماعت کے مستقبل کے لئے بنیادی ضروریات کی داغ بیل ڈالی جا رہی تھی، آپ نے آئندہ نسلوں کے لئے قابل تقلید مثالیں پیدا کیں، چنانچہ مدرسہ تعلیم الاسلام کا جب آغاز ہوا تو حضور علیہ السلام کی طرف سے اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لئے اشتہار شائع ہوئے جس پر احباب جماعت نے مسابقت کی روح کے ساتھ لبیک کہا حضرت محمدی بیگم صاحبہ نے بھی عظیم اخلاص کا نمونہ دکھایا مدرسہ کی مجلس منتظمہ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا:

''......منشی عزیز الرحمٰن صاحب کپورتھلہ کی اہلیہ کی ہمت قابل رشک ہے کہ اس نے باوجود یہ کہ عورتوں کو زیور بہت ہی عزیز ہوتا ہے اپنی 20 عدد نقرئی چوڑیاں اس چندہ میں دیں اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص اور ایثار میں ترقی دے اور بہترین جزا دے۔''

(الحکم 10 جنوری 1901ء صفحہ 10 کالم 3)

حضرت محمدی بیگم صاحبہ نے 16 اپریل 1927ء پچاس سال کی عمر میں قادیان میں وفات پائی، 17 اپریل کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

(''مصباح'' یکم مئی 1927ء صفحہ 1 کالم 2)

آپ کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں، خدا کے فضل سے بیٹیوں کے رشتے جماعت کے بزرگ وجودوں کے ساتھ ہوئے۔

1۔ سید عبد اللطیف صاحب
2۔ سید عبد اللہ صاحب ٹھیکیدار بھٹہ قادیان
3۔ محترم سید عبد الرحمٰن صاحب۔ امریکہ

انہیں 1920ء میں امریکہ جانے کی توفیق ملی جس کے بعد وہ وہاں ہی آباد ہو گئے اور اوہائیو (Ohio) شہر میں زیب پرفیومز کے نام سے کاروبار شروع کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں جماعت کی خدمت کی بھی بہت توفیق دی، امریکہ کی ابتدائی رپورٹوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے ایک جگہ لکھا ہے:

''سید عبد الرحمٰن صاحب جو کلیولینڈ میں رہتے ہیں اور سید عزیز الرحمٰن صاحب مہاجر کے منجھلے بیٹے ہیں انہوں نے رات دن محنت کر کے آڑے وقت میں صوفی صاحب (مراد محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی مبلغ امریکہ) کا ہاتھ بٹایا جس کے لئے ہمیں ان کا شکر گزار ہونا چاہیئے اور ان کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین و دنیا میں برکت دے۔''

(رپورٹ صدر انجمن احمدیہ یکم مئی تا 30 اپریل 1935ء صفحہ 46)

انہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی آوازوں کی آڈیو ریکارڈنگ کرنے توفیق پائی۔ (مکتوبات اصحاب احمد جلد اول

صفحہ 4 مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)1978ء میں وفات پائی اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

(بدر 10اگست 1978ء صفحہ 9)

4۔سید عبدالرحیم شاہ صاحب

5۔حضرت عائشہ بانو صاحبہ اہلیہ حضرت عبدالرحیم نیر صاحب مبلغ افریقہ وانگلستان

حضرت عائشہ بانو صاحبہؓ نہایت نیک خاتون تھیں،صبر اور شکر کے اخلاق سے متصف تھیں آپ کے خاوند حضرت مولانا نیر صاحبؓ ایک واقف زندگی تھے،وقف زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے واقفِ زندگی کی بیوی کو بھی قربانیوں سے گزرنا پڑتا ہے بفضلہٖ تعالیٰ حضرت عائشہ بانو صاحبہؓ اس میدان میں اول درجے کی مجاہدہ رہیں۔ حضرت نیر صاحب ہندوستان کے مختلف شہروں کے دوروں کے علاوہ ایک لمبے عرصے تک افریقہ اور انگلستان میں جہادِ تبلیغ کرتے رہے،ان تمام اوقات میں آپ کی اہلیہ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ گھر کی نگہداشت کی ذمہ داریاں ادا کرتی رہیں اور اس للّٰہی قربانی پر آنچ نہ لاتے ہوئے خاوند کی کامیابی اور سب سے بڑھ کر دینِ اسلام کی بلندی کے لئے دعا گو رہیں۔حضرت نیر صاحب خود فرماتے ہیں:

’’......میرے چھ سال تبلیغ کے لئے ہندوستان سے باہر رہنے پر صبر و استقلال کے ساتھ زندگی بسر کی......اور سچ تو یہ ہے کہ میری خدمت تبلیغ میں اس نیک باوفا بیوی کا بہت حصہ تھا۔‘‘

(الفضل 9مئی 1933ء صفحہ 10 کالم 1)

آپ نے 31مارچ 1933ء کو بعمر تقریباً 42 سال وفات پائی جبکہ حضرت نیر صاحب حیدرآباد دکن میں اپنے تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے تھے،بالآخر وہ بھی قادیان پہنچ گئے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کندھا بھی دیا اور آپ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

6۔حضرت کلثوم بانو صاحبہ اہلیہ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی رضی اللہ عنہ یکے از 313

آپ بھی صحابیہ تھیں،لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی چودہ ممبرات میں سے تھیں۔نہایت نیک اور پارسا خاتون تھیں۔9اکتوبر 1971ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں دفن ہوئیں۔آپ کی اولاد میں ایک ہی بیٹی محترمہ امۃ الوہاب صاحبہ اہلیہ عبداللطیف خان صاحب نبھا ابن حضرت محمد یحیٰی خان صاحب رضی اللہ عنہ تھیں۔

7۔ حضرت فاطمہ بانو صاحبہ اہلیہ حضرت محمد یحیٰی خان صاحب ابن حضرت حکیم انوار حسین صاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی(ولادت 1899۔ وفات 28مئی 1976ء بهشتی مقبرہ ربوہ)

8۔حضرت سیدہ نصرت بانو صاحبہ اہلیہ حضرت ڈاکٹر عطرالدین صاحب درویش قادیان

9۔محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ زوجہ مکرم شریف احمد خان صاحب مہتمم جنگلات پنجاب

****

رُود بارِ امکان

عبدالشکور۔سینٹرل جرسی

اپنے درمیاں موجود
رُود بارِ امکاں ہے
کل بچھڑ گئے تھے ہم
آج مل بھی سکتے ہیں
داغ دُھل بھی سکتے ہیں
اپنی اپنی ناؤ میں
وقت کے بہاؤ میں
بہہ گئے تھے ہم دونوں
ناؤ پھر سجائیں ہم
اور بادبانوں کو
اس طرح اُٹھائیں ہم
گو ہوا مخالف ہو
کشتیوں کے رُخ پھر بھی
ایک سمت ہو جائیں
فاصلے سمٹ جائیں
کل بچھڑ گئے تھے ہم
آج پھر سے مل جائیں
داغ سارے دُھل جائیں
اپنے درمیاں موجود
رُود بارِ امکاں ہے

جب خدا نے مجھ سے بات کی

(مرکزی خیال ماخوذ)

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد
arshimalik50@hotmail.com

میں جواں لڑکا تھا میری عمر تھی پچیس سال
لااُبالی سی طبیعت ملحدانہ سے خیال
ایک دن میں ساتھ کچھ یاروں کے مسجد کو گیا
سُن کے لیکچر عالمِ دیں کا بہت حیراں ہوا
عالمِ دیں نے کہا رکھتے ہیں ہم زندہ خدا
آج بھی جو اپنے بندوں سے ہے بے شک بولتا
وہ دُعا مضطر کی سن کر اس کا دیتا ہے جواب
جس سے چاہے گفتگو کرتا ہے وہ زیرِ حجاب
ڈھونڈتا ہے جو خدا کو ، اُس کو پاتا ہے ضرور
جو نہ پائے تو سمجھ لے اپنی کوشش میں قصور
اپنے بندوں کو بُلاتا ہے وہ رحمان و غفور
پر نہیں پہچانتے بندے ہیں اکثر بے شعور

....

بعد اس لیکچر کے ہم سب مِل کے کھانے پر گئے
دیر تک ہوتے رہے زندہ خدا کے تذکرے
رات کے گیارہ بجے تھے جب میں محفل سے اُٹھا
کار میں بیٹھا اور اپنے گھر کی جانب چل دیا
دل ہی دل میں کر رہا تھا میں دُعا میرے خدا
تُو اگر موجود ہے تو مجھ کو بھی جلوہ کرا
میں بھی بندہ ہوں ترا ، مجھ سے بھی کوئی بات کر
شوق سے مانوں گا میں ، تُو کچھ تو احکامات کر
تجھ سے ناواقف ہوں اِس کوچے میں بھی ہوں اجنبی
اُنسیت کی تجھ سے پر دل کو لگی ہے بھوک سی
لوگ کہتے ہیں کہ کر لیتا ہے تُو بندوں سے بات
اتفاق ایسا کوئی لیکن ہوا نہ میرے ساتھ
کر رہا تھا میں ڈرائیونگ اور جاری تھی دعا
یک بیک میرے ہی دل نے دی مجھے عرشی صدا

....

''روک لے ابرار گاڑی دودھ کا پیکٹ خرید''
دل کی اس آواز پر مجھ کو ہوئی حیرت شدید
یہ عجب خواہش تھی جو اُس پل مرے دل میں اٹھی
کیونکہ مجھ کو دودھ کی بچپن سے عادت ہی نہ تھی
دفعتاً اپنی دُعا کا تب مجھے آیا خیال
غالبًا مجھ سے مخاطب تھا خدائے ذوالجلال

''اے خدا کیا تو ہے یہ؟'' میں نے اچنبھے سے کہا
دوسری جانب سے لیکن کوئی نہ آئی صدا

وہم اپنا جان کر روکا نہ میں نے کار کو
اور جھٹکا ذہن سے اس خواہشِ بے کار کو

پھر کسی نے دی صدا ''ابرار گاڑی روک لے
اور جلدی سے اتر کر ایک پیکٹ دودھ لے''

میں نے سوچا کیوں نہ لے لوں ایک پیکٹ دودھ کا
گر خدا کا حُکم ہے تو ہے بہت آسان سا

میں نے اِک پیکٹ خریدا اور گھر کو چل دیا
راستے میں تھا کہ پھر دل سے مرے اٹھی صدا

''چوک سے دائیں طرف کو موڑ لے گاڑی ذرا''
میں نے سوچا اس علاقے سے نہیں میں آشنا

بس یہی کچھ سوچ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا
موڑ لے گاڑی کو واپس دل نے لیکن پھر کہا

....

''اے خدا کیا تُو ہے یہ؟'' میں نے اچنبھے سے کہا
دوسری جانب سے لیکن کوئی نہ آئی صدا

الغرض واپس مُڑا اور دائیں جانب کو گیا
گھپ اندھیرا تھا گلی میں جاگتا کوئی نہ تھا

میں نے مولا سے کہا لے اس گلی میں مڑ گیا
مجھ سے تو کیا چاہتا ہے کچھ نہیں لیکن پتہ

دل میں پھر خواہش اُٹھی ابرار گاڑی روک لے
آخری کونے پہ جو گھر ہے وہاں یہ دودھ دے

....

دل کی یہ آواز سُن کر میں پریشاں ہو گیا
ہر طرف تھی خامشی اور وقت آدھی رات کا

اب کے میرے نفسِ سرکش نے شروع کر دی اَڑی
اے خدا اس حکم کی تعمیل ہے مشکل بڑی

میں اگر گھنٹی بجاؤں گا بگڑ جائیں گے وہ
طیش میں آ کر یکا یک مجھ سے لڑ جائیں گے وہ

پھر کہا دل نے کہ جا ابرار اُن کو دودھ دے
تجھ کو تو خواہش تھی مولا کی اطاعت تو کرے

....

بادلِ نخواستہ نکلا میں اپنی کار سے
اور زیرِ لب کہا اُس خالقِ سنسار سے

حُکم ہے تیرا اگر تو لازماً جاؤں گا میں
گو یقیں ہے مجھ کو مولا ، آج پِٹ جاؤں گا میں

گر تری خواہش یہی ہے ، آج ہو ذلت مری
نصف شب کو اس محلے میں بنے دُرگت مری

میں مگر سہہ لوں گا یہ تیری اطاعت کے لئے
تیری قربت کے لئے ، تیری رفاقت کے لئے

تا میں دیکھوں واقعی تو قائم و موجود ہے
کھوج میں ہوں میں تری ، تُو ہی مرا مقصود ہے

میں بجا دیتا ہوں گھنٹی حکم کی تعمیل میں
تیری خواہش ہے تو میں راضی ہوں اِس تذلیل میں

الغرض گھنٹی بجائی میں نے اور دستک بھی دی
زور دار آواز پھر میں نے سنی اِک مرد کی

رعب سے اُس نے کہا کہ کون ہے ؟ کیا چاہیے؟
کون دستک دے رہا ہے رات کے بارہ بجے؟

اُس نے پھر کھولا کواڑ اور جلد باہر آ گیا
اُس کے چہرے پر بہت حیرت بھی تھی ، غصہ بھی تھا

گڑبڑا کر میں نے پیکٹ اُس کے ہاتھوں میں دیا
اور گھبراہٹ میں ، میں اِک لفظ بھی نہ کہہ سکا

دیکھ کر پیکٹ خوشی سے اُس کا چہرہ کھل گیا
جس طرح اُس کو اچانک اِک خزانہ مل گیا

کانپتی آواز سے دیتا تھا بیوی کو صدا
پھر کبھی میری ، کبھی پیکٹ کی جانب دیکھتا

یک بیک اندر کے اِک کمرے کا دروازہ کھلا
میرے کانوں نے سنی بچے کے رونے کی صدا

جانے کتنی دیر سے معصوم تھا وہ رو رہا
بھوک سے رو رو کے تھا اس کا گلا بیٹھا ہوا

اُس کا والد تھام کر پیکٹ کو پھر رونے لگا
چوم کر ہاتھوں کو میرے جوش سے کہنے لگا

آج گھر آتے ہوئے تھی جیب میری کٹ گئی
اور دن بھر کی کمائی ایک پل میں لُٹ گئی

دودھ کے پیسے نہیں تھے' تھی پریشانی بہت
رات اب کیسے کٹے گی' تھی یہ حیرانی بہت

کب سے تھا معصوم بچہ بھوک سے چلّا رہا
بے بسی سے تھا کلیجہ منہ کو میرے آ رہا

ہم دعائیں کر رہے تھے اے خدا پیارے خدا
تو ہی پالن ہار ہے تجھ پر ہے اپنا آسرا

بھیج دے کوئی فرشتہ دودھ کا پیکٹ لئے
کچھ بھی ناممکن نہیں اللہ تیرے واسطے

....

دودھ بچے کو دیا اور اس کی بیوی نے کہا
اجنبی تم ہی فرشتے ہو بلا شک و شبہ

محوِ حیرت رہ گیا میں سُن کے اُس کی بات کو
جانتا تھا خود میں اپنی ہستی و اوقات کو

جیب سے بٹوہ نکالا میں نے کالی رات میں
جو بھی تھا اس میں تھمایا آدمی کے ہاتھ میں

خامشی سے جب میں اپنی کار کی جانب مڑا
آنسوؤں کا میری آنکھوں سے سمندر بہہ پڑا

ہو گیا مجھ کو یقیں زندہ ہے قائم ہے خدا
اپنے بے کس ، مضطرب بندوں کی سنتا ہے دعا

مجھ سے ناقص سے بھی اپنی طرز سے ہے بولتا
اُس کی رمزیں ہیں الگ اور اس کی حکمت ہے جدا

قادرِ مطلق ہے ، کر سکتا ہے جو ہے چاہتا
میں تو کیا ، میرے ارادوں کا بھی خالق ہے خدا

مُہلت تمام شُد

راجہ محمد یوسف خان

بے تاب روزوشب ہیں ، لطافت تمام شُد
یعنی خیالِ یار کی لذّت تمام شُد

اربابِ حل و عقد کو کچھ سوجھتا نہیں
سیلِ ہوس میں دانش و حکمت تمام شُد

بے درد حکمران تو بے فیض آئمہ
یہ سب اگر رہے تو ریاست تمام شُد

اقدار کا لحاظ، نہ کوئی اصول ہے
حق بات یہ کہ دورِ امانت تمام شُد

اِن رہبروں سے خیر کی اُمید ہے عبث
منزل کو خود ہی ڈھونڈ، قیادت تمام شُد

ہر روز اب تو گویا یومِ حساب ہے
دفتر کُھلیں گے سارے، رعایت تمام شُد

ہر آن اک عذاب تو ہر لحظہ اک عتاب
مدہوش خود پرستی کی مہلت تمام شُد

پھر سر بکف چلے ہیں سوئے دار نعرہ زن
ضبطِ فغاں کی لمبی ریاضت تمام شُد

ہو شہرِ دلفگار میں اِک رقصِ بے خودی
اس دلرُبا کی یاد میں خلوت تمام شُد

کیفِ اُمیدِ وصل سے سرشار ہے بدن
دشتِ غمِ فراق کی وحشت تمام شُد

پھر پڑھ رہے ہیں یوسف آئینِ عشق ہم
شیخِ حرم کے فتوے کی حاجت تمام شُد

میرا خُدا

دُرِّ ثمین ملک، شکاگو

خُدا کے اسماء میں اک جلوۂ حُسن دیکھوں
اُس کے ایمان میں اِک رُوح کی تسکین دیکھوں
میرے مولا کے رنگ ہیں انگنت و بےشمار
اُس کی صفات میں اوصاف ہیں رحمان ورحیم
میرے ہاتھوں میں قلم اُسکے اشارے سے چلے
میری صبح میں سرور اور سکونِ شب وہی بخشے
اُس کے ذِکر میں اک تحفظ راقِب اُبھرے
اُس کے رضوان میں اک جاہ و جمال چمکے
اک قدم چل نہ سکوں مُہرِ الیس اللہ کے بغیر
ڈھانپ لیتا ہے رَبّ مجھے رحم کی چادر کے تلے
جب کوئی ساتھ نہ ہو اُس کا سہارا ہے قریب
روشنی جگنو کی سی عطا ہوتی ہے ظلمت میں مجھے
اُس کے نُور نے میری آنکھ کو بصیرت بخشی
اُس کے سنگیت نے مجھے جینے کی اُمنگ بخشی
ان گنت نعمتوں کا شُکر ہو کیونکر ادا
اُس نے تو بھر دیا دامن میرا پیہم سرشار

فہرست کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بلحاظ سن تصنیف

نمبر	کتاب	سن
1	پرانی تحریریں	1879ء
2	براہینِ احمدیہ	1880ء تا 1884ء
3	سرمہ چشم آریہ	1886ء
4	شحنۂ حق	1887ء
5	سبز اشتہار	1888ء
6	فتح اسلام	1890ء
7	توضیح مرام	1891ء
8	ازالہء اوہام ہر دو حصہ	1891ء
9	مباحثہ لدھیانہ	1891ء
10	الحق مباحثہ دہلی	1891ء
11	آسمانی فیصلہ	1891ء
12	نشانِ آسمانی	1892ء
13	آئینہ کمالاتِ اسلام	1893ء
14	برکات الدعا	1893ء
15	جنگ مقدس	1893ء
16	تحفہ بغداد	1893ء
17	شہادت القرآن	1893ء
18	حجۃ الاسلام	1893ء
19	سچائی کا اظہار	1893ء
20	کرامات صادقین	1893ء
21	حمامۃ البشریٰ	1893ء
22	نور الحق ہر دو حصہ	1894ء
23	اتمام الحجہ	1894ء
24	سر الخلافہ	1894ء
25	انوار الاسلام	1894ء
26	نور القرآن حصہ اول	1894ء
27	نور الحق حصہ دوم	1895ء
28	منن الرحمٰن	1895ء
29	ست بچن	1895ء
30	آریہ دھرم	1895ء
31	ضیاء الحق	1895ء
32	انجام آتھم مع ضمیمہ	1896ء
33	اسلامی اصول کی فلاسفی	1896ء
34	استفتاء	1897ء
35	سراج منیر	1897ء
36	تحفہ قیصریہ	1897ء
37	حجۃ اللہ	1897ء
38	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	1897ء
39	کتاب البریہ	1897ء
40	محمود کی آمین	1897ء
41	ضرورت الامام	1897ء
42	البلاغ فریادِ درد	1898ء
43	نجم الہدیٰ	1898ء
44	رازِ حقیقت	1898ء
45	کشف الغطاء	1898ء
46	ایام الصلح	1898ء
47	حقیقت المہدی	1899ء
48	مسیح ہندوستان میں	1899ء

نمبر	نام	سن	نمبر	نام	سن
49	ستارہ قیصریہ	1899ء	66	اعجاز احمدی	1902ء
50	روئیداد جلسہ دعاء	1900ء	67	مواہب الرحمٰن	1903ء
51	رسالہ جہاد	1900ء	68	نسیم دعوت	1903ء
52	لجۃ النور	1900ء	69	سناتن دھرم	1903ء
53	اربعین	1900ء	70	تذکرۃ الشہادتین	1903ء
54	تحفہ گولڑویہ	1900ء	71	سیرت الابدال	1903ء
55	خطبہ الہامیہ	1900ء	72	لیکچر لاہور	1904ء
56	تحفہ غزنویہ	1900ء	73	لیکچر سیالکوٹ	1904ء
57	تریاق القلوب	1900ء	74	براہین احمدیہ حصہ پنجم	1905ء
58	اعجاز المسیح	1901ء	75	الوصیت	1905ء
59	ایک غلطی کا ازالہ	1901ء	76	لیکچر لدھیانہ	1905ء
60	ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی	1902	77	چشمہ مسیحی	1906ء
61	دافع البلاء	1902	78	تجلیات الٰہیہ	1906ء
62	نزول المسیح	1902	79	قادیان کے آریہ اور ہم	1907ء
63	الہدیٰ	1902	80	حقیقۃ الوحی	1907ء
64	تحفۃ الندوہ	1902	81	چشمہ معرفت	1908ء
65	کشتی نوح	1902	82	پیغام صلح	1908ء

☆......"اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تامَیں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں ......مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں۔اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔آنحضرت ﷺ نے جو تلوار اٹھائی مَیں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور دفاع کے طور پر تھی اور وہ بھی اُس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سرخ ہو چکی۔غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو"۔ (لیکچر لدھیانہ۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ293-294)

☆......مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحبؑ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔ (سیرت المهدی مصنفه حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ؓ)

☆......مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری سالوں میں فرماتے تھے کہ اب تبلیغ و تصنیف کا کام تو ہم اپنی طرف سے کر چکے اب ہمیں باقی ایام دعا میں مصروف ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے دُنیا میں حق و صداقت کو قائم فرمائے اور ہمارے آنے کی غرض پوری ہو۔چنانچہ اسی خیال کے ماتحت آپ نے اپنے گھر کے ایک حصہ میں ایک بیت الدعا بنوائی۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بیت الدعا حضرت صاحب کے رہائشی کمرے کے ساتھ واقع ہے۔۔۔۔۔(سیرت المهدی مصنفه حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ؓ)

"الخیر کلہ فی القرآن"

یعنی بھلائی سب کی سب قران میں ہے۔

اس الہام میں صاف طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا مستقبل قرآن مجید سے وابستہ رہنے میں ہی ہے۔ اگر ہم دنیا اور آخرت میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے قرآن کو چھوڑ کر کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج کے دور کے تمام ذرائع کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا میں پھیلانے کے لئے مسخّر کر دیا ہے جیسا کہ اس نے ان سے وعدہ فرمایا تھا۔ ہم آج ایم-ٹی-اے کی صورت میں ٹیلی ویژن اور سیٹلائیٹ کو قرانِ مجید کا علم پھیلانے کے لیئے استعمال کر رہے ہیں۔ اِنٹرنیٹ آج کے دور میں رابطے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس نے دوسرے ذرائع ابلاغ کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ میٹِ ریڈلی، "ریشنل آپٹیمیسٹ" کے مصنف اپنے مین ھیٹن انسٹیٹوٹ کے تحت دیے گئے ایک حالیہ لیکچر میں کہتے ہیں۔ "انٹرنیٹ ترقّی کی جانب ایک خوشکن قدم ہے۔ پہلی مرتبہ نہ صرف یہ کہ نسلِ انسانی کے پاس بہترین ذہن ایک وسیع پیانے پر اکٹھے ہوگئے ہیں بلکہ حقیقتاً ایک بڑا ذہن ہے جسمیں تقریباً ہر ایک شریک ہے۔ اور جسمیں فاصلوں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔" آپ بھی میٹِ ریڈلی سے اتفاق کریں گے۔ تو پھر کیوں نہ ہم اپنے زمانے کی اس نعمت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قرآنی علوم کو اس دنیا میں پھیلائیں اور خود بھی قرآن سیکھیں اور دوسروں کو بھی سکھائیں؟

اللہ کے فضل سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیرِ ہدایت ڈیپارٹمنٹ آف تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی یو-ایس-اے نے جماعت احمدیہ کے ممبران کو قرآنِ مجید کا تلّفظ، ترجمہ اور تفسیر سکھانے کے لئے ایک ای لیرننگ سسٹم [انٹرنیٹ کے ذریعے سیکھنے کا نظام] مرتّب کیا ہے جس میں آپ اپنے کمپیوٹر کے ذریعہ شامل ہو سکتے ہیں۔ اس ویب سائٹ کا ایڈریس مندرجہ ذیل ہے۔

www.alfurqan.us

اس ویب سائٹ کے ذریعہ بہترین دستیاب ٹیکنالوجی کو اس قرانی علم کے ساتھ اکٹھا کر دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کھولے۔ یہ سسٹم جو ۲۰۰۸ میں شروع کیا گیا تھا مسلسل بہتری کی جانب گامزن ہے۔ اس وقت ہم ویبیکس سکرین شیئرنگ سسٹم استعمال کر رہے ہیں۔ اَلفرقان۔ یو ایس مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کرتا ہے۔ گھر بیٹھے قرآن سیکھنے کی سہولت

- مساجد سے دور آباد ممبران کے لِیَے بے انتہا فائدہ مند
- مختلف شیڈولز کے لیئے کئی مختلف اوقات میں کلاسز کی سہولت
- تربیّت یافتہ اور فاضل استاد
- مکمل کلاس روم کا ماحول
- طلباء اور اساتذہ کے مابین گفتگو کی سہولت

اگر آپ کو انٹرنیٹ تک رسائی حاصل ہے تو آپ گھر بیٹھے اس سہولت سے بآسانی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ماہر اور فاضل اساتذہ کا ایک گروپ ان کلاسز کو رضاکارانہ طور پر پڑھا رہا ہے۔ ان اساتذہ میں نہ صرف جامعہ احمدیہ قادیان، ربوہ اور وومنز جامعہ انڈونیشیا سے تعلیم یافتہ اساتذہ شامل ہیں بلکہ حفظ سکول قادیان اور امریکہ کے سکولوں کے گریجوئیٹس بھی شامل ہیں۔ اس ویب سائیٹ کا مقصد ہر اس شخص کے لئے قرآن کریم کی تعلیم بآسانی مہیا کرنا ہے جو اسے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یوزرز کی سہولت کی خاطر کلاسز کو دن کے مختلف اوقات میں پھیلا دیا گیا ہے تا آپ کسی بھی ٹائم زون میں رہتے ہوں یا آپکا کوئی بھی شیڈول ہو، آپ بآسانی ان کلاسز سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کلاسز کا دورانیہ مختصر رکھا گیا ہے۔ تلفظ، ترجمہ اور تفسیر بنیادی سے لیکر اعلیٰ تک مختلف درجات میں سکھائے جا رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ یہ کلاسز فری آف چارج مہیا کی جا رہی ہیں تا کہ ہم سب اپنی بہترین توفیق کے مطابق اپنے آپ کو قرآن کی تعلیم سے آراستہ کر سکیں۔

لجنہ کی سہولت کی خاطر صرف لجنہ کی کلاسز بھی دستیاب ہیں جو کہ تربیت یافتہ اور سرٹیفائیڈ لجنہ اساتذہ پڑھا رہی ہیں۔ ان کلاسز کے لئے رجسٹریشن اور اینرولمینٹ کا کام انتہائی آسان ہے۔ الفرقآن ڈاٹ یو ایس کی رضاکار ٹیم کی تیار کردہ سٹیپ بائی سٹیپ گائیڈ آپکو بآسانی کلاس روم تک لے جاتی ہے۔ ہمارا اسکرین شیئرنگ سسٹم، رابطے کیلئے دو متبادل صورتوں کا حامل ہے، اگر آپ چاہیں تو بذریعہ فون اسکرین پر دیئے گئے نمبر پہ رابطہ کر سکتے ہیں یا پھر ہیڈ سیٹ لگا کر ایک کلک کے ذریعہ آپ کلاس ٹیچر سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں اور یوں آپ وہ صفحہ بھی اپنے اسکرین پر دیکھ سکیں گے جو اُسوقت پڑھایا جا رہا ہو گا

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے با قاعدہ رجسٹر ہونیوالے طلباء کی تعداد ۱۵۰۰ سے تجاوز کر گئی ہے اور تعلیم القرآن کے اس بابرکت پروگرام میں مزید شمولیت اور اضافہ کیلئے ہر حلقہ میں تعارف و تحریک کی ضرورت ہے۔ اس دوران چونکہ ویب سائٹ میں چند تبدیلیوں کے باعث ممکن ہے بعض ممبرز کو ویب کھولنے میں اور رجسٹر کرنے میں دشواریاں پیش آئیں ہوں مگر اب نیا سسٹم تکمیل کے مراحل سے گذر چکا ہے اور توقّع ہے کہ شمولیت نسبتاً زیادہ آسان ہوگئی ہے پھر بھی اگر آپکو شامل ہونے میں کوئی دشواری کا سامنا ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں تا کہ کسی بھی کمی یا خامی کا تدارک کیا جا سکے۔

قرآنِ مجید کی برکات اور انٹرنیٹ کے فوائد

الفرقان • یو ایس۔ ایک علمی خزانہ

قرآنی تعلیمات کا اہتمام، انٹرنیٹ کے ذریعہ

تحریر: امۃ الشکور خان اور سیّد لُطف المنّان

وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

اور یہ بہت مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ پس اسکی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم رحم کئے جاوَ۔

سورۃ الانعام آیت ۱۵٦]]

اوپر والی آیت میں لفظ "مبارک" خاص معنے رکھتا ہے۔ یعنی قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جسمیں پہلی الہامی کتابوں اور صحیفوں کی تا ابد رہنے والی تعلیم موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی ہدایت پر عمل کرنے سے مسلمانوں کو ان پچھلی کتابوں سے ہدایت تلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بد قسمتی سے جماعت احمدیہ کے علاوہ، آجکل قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر دوسری کتابوں اور اقوام سے لئے گئے خیالات اور کہانیوں پر مشتمل ہے۔

خود قرآن کریم نے کئی مقامات پر خاص طور پر یہ بتلایا ہے کہ قرآن کی عظیم الشان خوبصورتی اور عظمت کی وجہ یہی ہے کیہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر علیم اور کبیر خدا کی طرف سے اتارا گیا تھا۔ قرآن کریم ایسے کسی شائبے کا مکمل طور پر انکار کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے خیالات اور نظریات قرآن کریم میں کتابی سورت میں جمع کئے تھے۔ سورۃ نمل کی آیات ۲ اور ۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

طسٓ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِين

طیب سمیع: پاک، بہت سننے والا۔ یہ قرآن کی اور ایک روشن کتاب کی آیات ہیں۔ مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس آیت میں "القرآن" اور "الکتاب" کے الفاظ میں ایک بڑی پیشگوئی مضمر ہے کہ اسلام کی یہ مقدس کتاب آخر وقت تک محفوظ رکھی جائیگی بار بار پڑھا جائیگی۔ لفظ قرآن میں اسی طرف اشارہ ہے چونکہ قرآن کے معنے بار بار پڑھی جانے والی کتاب کے ھیں۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کہتا ہے۔ "چونکہ قرآن کا استعمال نہ صرف عبادت کے لئے بلکہ سکولوں اور دوسری وجوہ کی بنیاد پر، مثال کے طور بائیبل کے تقابل پر، بہت زیادہ ہے اسلئے اسکو بجا طور پر دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کہا گیا ہے۔"

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا۔ اڈیشن ۹ جلد ۱٦ صفحہ ۵۹۷]]

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جسکا پیغام تمام دنیا کے لئے ہے۔ یہ بہترین ضابطۂ حیات ہے۔ اسکے صفحات میں علم کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ اسکی تعلیمات پر عمل کرنے والے کا دل حقیقی معنوں میں پر نور ہو جاتا ہے۔ یہ انسان کو وحشی سے باخدا بنانے والی کتاب ہے۔ یہی ورطۂ حیرت میں ڈالنے والی تبدیلی حضرت محمدّ صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کے مبارک وقت پر تمام دنیا نے دیکھی۔ آپکے ماننے والوں پر نہ صرف روحانی دنیا میں انقلاب برپا ہوا بلکہ انھوں نے زندگی کی دوسری راہوں میں بھی عظیم ترقیات حاصل کیں۔ اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ مسلمانوں نے سائنس، طب، آرکیئالوجی، فنِ تعمیر اور اسیطرح دوسرے علمی میدانوں میں بڑے بڑے معرکے دکھائے۔ دنیا آجتک انہی علوم کو بنیاد بنا کر ترقیات کی راہ پر گامزن ہے جبکہ مسلمان قُران جیسی عظیم الشان کتاب کو پس پشت ڈال کر تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا پڑے ہیں۔ قرآن ظلمات کی ان تاریکیوں سے نہ صرف نکلنے کا راستہ بتاتا ہے۔ بلکہ مستقبل کی ترقیات کا راستہ بھی اسی کی تعلیم پر عمل کرنے میں پنہاں ہے۔ وجہ یہی ہے کہ یہ کتاب ہمارے لئے اللہ کا پیغام ہے اور وہ خود اس کتاب میں انسان کا استاد ہے۔ وہی جو سب سے بڑا سائنسدان، سب سے بڑا طبیب وحکیم، سب سے بڑا صناع، سب سے بڑا انجنیئر، سب سے بڑا استاد ہے۔ وہی جو علیم وخبیر ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ قرآن ہمیں اس دنیا پر غور کرنے فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے،۔ تاریخ سے مثالیں دیتا ہے ہمیں بتاتا ہے دنیا کا آغاز کیسے ہوا۔ فلکیات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور آنے